مقالات ادروی

محمد سلیم انصاری ادروی

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

مقالات ادروی

محمد سلیم انصاری ادروی

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

تفصیلات

نـــــــــــــــــــــام:

مقالاتِ ادروی

از قـــــلــــــم:

محمد سلیم انصاری ادروی

سَنہ اشـــــاعت:
شعبان المعظم ۱۴۴۴ھ
MARCH 2023

صـــفحات:
176

OUR DESIGNING PARTNER
PURE SUNNI GRAPHICS

PUBLISHER
SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

AMO
POWERED BY ABDE MUSTAFA OFFICIAL

info@abdemustafa.com

© 2023 All Rights Reserved.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، رحمت والا ہے۔

Contents

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں 7
جنگ آزادی کے چند ممتاز قائدین 9
صحیح بخاری پر علمائے منظر اسلام کی خدمات 16
ہندوستان میں شوافع حضرات کے مدارس و جامعات 20
محدث سورتی پر ایک نظر 22
بیک وقت عالم کے ساتھ ساتھ گریجویٹ بنانے والا ادارہ مع کیرالا میں عالم بنانے کا
طریقہ! 26
علامہ سعیدی کا زمانہ طالب علمی 29
مفسرہ قرآن سیدہ رقیہ قادریہ علیہا الرحمہ 31
قاطع شدھی تحریک مولانا غلام قطب الدین برہم چاری 32
فاتح عیسائیت حافظ ولی اللہ لاہوری اور پادری فنڈر 34
حکیم معراج الدین امرت سری اور حکیم موسیٰ امرت سری 36
قصیدتان رائعتان از امام احمد رضا محدث بریلوی 38
شمس العلماء قاضی شمس الدین جون پوری 40
محدث اعظم پاکستان کے چند مشہور تلامذہ کی خدمات احادیث 42

علامہ غلام رسول رضوی محدث امرت سری علیہ الرحمہ: 42
علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ: 42
علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ: 44
مفتی شریف الحق امجدی اعظمی علیہ الرحمہ: 44
علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ: 44
مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ بخاری علیہ الرحمہ: 44
مولانا حافظ احسان الحق قادری علیہ الرحمہ: 44
ہم نام اکابر 45
محدث اعظم پاکستان اور ادب حدیث 49
ضلع بلیا کی مشاہیر شخصیات 51
مدرستہ الحدیث 54
حافظ ملت، شیخ ابوبکر اور مولانا الیاس قادری 56
روداد افتتاح اقرأ لائبریری ادری 58
فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی بستوی 60
مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادروی 62
مجرم انصاری کے دیوان اقبال جرم پر ایک نظر! 64

امام عبدالرحمن بن علی ابن جوزی 70
ایسے ہیں ہمارے مصباحی صاحب! 71
محدث اعظم پاکستان کے پیرومرشد کا انداز رد قادیانیت 75
محدث اعظم پاکستان کا روحانی وطن اعظم گڑھ (مئو) 77
علماے مئو کی حیات ہی میں ان کی حیات و خدمات پر لکھی گئیں کچھ کتب 79
تنویر الابصار سے مد الابصار تک کا سفر! 81
پورہ معروف پر ایک نظر! 82
امام ابن حبان کا ایک مزے دار واقعہ! 84
خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا ظہیر الحسن اعظمی مئوی کے آبائی وطن مئو ناتھ بھنجن پر ایک نظر! 86
ماہر رضویات پروفیسر مسعود احمد نقش بندی 92
ضلع مئو میں امام اہل سنت محدث بریلوی کے خلفا 94
مولانا عبدالسلام گھوسوی: 94
مولانا ظہیر الحسن مئوی ثم ادے پوری: 95
مولانا عبدالرحمن مئوی ثم جے پوری: 95
شیخ الحدیث والتفسیر مفتی حنیف خاں رضوی بریلوی 97

استاذ الحفاظ قاری نذیر احمد ادروی 100
ولادت: 100
تعلیم: 100
درس و تدریس: 101
بیعت: 101
وصال: 102
علامہ سید احمد سریکوٹی (بانی: جامعہ احمد یہ بنگلہ دیش) 103
میری مرحومہ امی 105
علامہ صدر الوریٰ مصباحی سے ایک انوکھی ملاقات! 112
مؤرخ اسلام علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی 115
امام اہل سنت سے متعلق قصبہ ادری کے مصنفین کی تصنیفات و تالیفات 118
بندہ کام بھی تو کرتا ہے! 120
علامہ فیض احمد اویسی کے بنائے ہوئے دو اہم ریکارڈز 121
جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے شیوخ الحدیث، نائب شیوخ الحدیث اور ان کے عرفی نام
.... 122
سابق شیوخ الحدیث:- 122

سابق نائب شیوخ الحدیث:- 122

موجودہ شیخ الحدیث:- 122

سمستھا جمعیۃ العلماء اور دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی کیرالا 123

چند ممتاز ہندوستانی مبلغین اسلام 125

ہم نام سنی اور غیر سنی شخصیات 127

صحیحین پر برصغیر کے علمائے اہل سنت کی خدمات 129

برصغیر کے ہم نام سنی مفسرین اور مفسرات 131

قانون شریعت (شافعی) 132

علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ 134

ولادت: 134

بیعت و خلافت: 134

قلمی دنیامیں آمد: 134

مجلس رضالاہور: 135

معارف رضا: 138

تصنیفات و تالیفات: 140

تراجم: 141

وصال: 141
دبستان رام پور کی تفسیری خدمات 143
خانوادۂ رضویہ کی فقہی خدمات 145
المجمع الاسلامی مبارک پور میں اکابرین اہل سنت سے ملاقات 147
دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف پر ایک نظر 153
محدث سورتی کی عاجزی وانکساری 157
امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ: تبصرہ 159
ہماری اردو کتابیں: 161

ناشر کی طرف سے کچھ اہم باتیں

مختلف ممالک سے کئی لکھنے والے ہمیں اپنا سرمایہ ارسال فرمارہے ہیں جنھیں ہم شائع کر رہے ہیں۔ ہم یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری شائع کردہ کتابوں کے مندرجات کی ذمہ داری ہم اس حد تک لیتے ہیں کہ یہ سب اہل سنت و جماعت سے ہے اور یہ ظاہر بھی ہے کہ ہر لکھاری کا تعلق اہل سنت سے ہے۔ دوسری جانب اکابرین اہل سنت کی جو کتابیں شائع کی جارہی ہیں تو ان کے متعلق کچھ کہنے کی حاجت ہی نہیں۔

پھر بات آتی ہے لفظی اور املائی غلطیوں کی تو جو کتابیں "ٹیم عبد مصطفی آفیشل" کی پیشکش ہوتی ہیں ان کے لیے ہم ذمہ دار ہیں اور وہ کتابیں جو ہمیں مختلف ذرائع سے موصول ہوتی ہیں، ان میں اس طرح کی غلطیوں کے حوالے سے ہم بری ہیں کہ وہاں ہم ہر ہر لفظ کی چھان پھٹک نہیں کرتے اور ہمارا کردار بس ایک ناشر کا ہوتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کئی کتابوں میں ایسی باتیں بھی ہوں کہ جن سے ہم اتفاق نہیں رکھتے۔ مثال کے طور پر کسی کتاب میں کوئی ایسی روایت بھی ہو سکتی ہے کہ تحقیق سے جس کا جھوٹا ہونا اب ثابت ہو چکا ہے لیکن اسے لکھنے والے نے عدم توجہ کی بنا پر نقل کر دیا یا کسی اور وجہ سے وہ کتاب میں آگئی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں کہ کئی وجوہات کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ تو جیسا ہم نے عرض کیا کہ اگرچہ ہم اسے شائع کرتے ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھا

جائے کہ ہم اس سے اتفاق بھی کرتے ہیں۔ایک مثال اور ہم اہل سنت کے مابین اختلافی مسائل کی پیش کرنا چاہتے ہیں کہ کئی مسائل ایسے ہیں جن میں علماے اہل سنت کا اختلاف ہے اور کسی ایک عمل کو کوئی حرام کہتا ہے تو دوسرا اس کے جواز کا قائل ہے۔ ایسے میں جب ہم ایک ناشر کا کردار ادا کر رہے ہیں تو دونوں کی کتابوں کو شائع کرنا ہمارا کام ہے لیکن ہمارا موقف کیا ہے، یہ ایک الگ بات ہے۔ ہم فریقین کی کتابوں کو اس بنیاد پر شائع کر سکتے ہیں کہ دونوں اہل سنت سے ہیں اور یہ اختلافات فروعی ہیں۔

اسی طرح ہم نے لفظی اور املائی غلطیوں کا ذکر کیا تھا جس میں تھوڑی تفصیل یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ کئی الفاظ ایسے ہیں کہ جن کے تلفظ اور املا میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اب یہاں بھی کچھ ایسی ہی صورت بنے گی کہ ہم اگرچہ کسی ایک طریقے کی صحت کے قائل ہوں لیکن اس کے خلاف بھی ہماری اشاعت میں موجود ہوگا۔اس فرق کو بیان کرنا ضروری تھا تاکہ قارئین میں سے کسی کو شبہ نہ رہے۔ٹیم عبد مصطفی آفیشل کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی کتابیں اور رسالے کئی مراحل سے گزرنے کے بعد شائع ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں بھی ایسی غلطیوں کا پایا جانا ممکن ہے لہذا اگر آپ انھیں پائیں تو ہمیں ضرور بتائیں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے۔

Sabiya Virtual Publication
Powered By Abde Mustafa Official

جنگ آزادی کے چند ممتاز قائدین

ہندوستان کی جنگ آزادی میں علماے اسلام نے اہم کردار ادا کیا۔ انگریزوں کے خلاف سنہ ۱۸۵۷ء کو جامع مسجد دہلی میں فتواے جہاد دینے والے مجاہد اعظم علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ ایک عالم دین ہی تھے، اس فتوے پر اس وقت کے جید علما مثلاً صدر الصدور مفتی صدر الدین آزردہ، علامہ فیض احمد بدایونی اور مولانا ڈاکٹر وزیر خاں اکبرآبادی علیہم الرحمہ وغیرہ نے دست خط ثبت کیے۔ جب اودھ میں بیگم حضرت محل نے حکومت کی بازیافت کے لیے تحریک انقلاب کا پرچم بلند کیا اور انگریزی اقتدار کے خلاف مجاہدین آزادی کو منظم کیا تو علامہ بھی شریک ہوئے، اس تحریک کو کامیابیوں سے ہم کنار کرنے کے لیے مفید مشورے دیے اور بیگم حضرت محل کی کونسل کے اہم رکن مقرر ہوئے۔ آپ نے انگریزوں کے خلاف جو فتواے جہاد دیا تھا اس کی وجہ سے آپ پر مقدمہ چلا اور آپ کو کالا پانی کی سزا ہوئی اور آپ جزیرۂ انڈمان بھیج دیے گئے اور وہیں سنہ ۱۸۶۱ء میں آپ کا وصال ہوا۔

شمالی ہند میں برطانیہ کے سب سے بڑے اور خطرناک دشمن یعنی علامہ سید احمد اللہ شاہ مدراسی علیہ الرحمہ جو شیر میسور حضرت ٹیپو سلطان علیہ الرحمہ کے افکار کے سچے ترجمان تھے وہ بھی ایک عالم ہی تھے۔ آپ نے دلکشا، قیصر باغ، عالم باغ، سکندر باغ،

ریزیڈنسی کی جنگوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ قصبہ محمدی میں ایک آزاد حکومت کی بنیاد ڈالی، علامہ احمد اللہ اور جنرل بخت خاں مجاہدین کی قیادت فرماتے رہے۔ جب بریلی پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا، تو علامہ نے شاہ جہاں پور میں انگریزوں سے آخری جنگ لڑی، لیکن قسمت نے ساتھ نہ دیا اور گرد و نواح میں انگریزوں کا قبضہ ہو گیا، پھر بھی علامہ نے ہمت نہ ہاری دوبارہ بھرپور حملہ کر دیا اور شاہ جہاں پور کی ایک مشہور و معروف عمارت میں آگ لگا دی، جو آج بھی جلی کوٹھری کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں بھی علامہ کو پسپائی ہوئی اور علامہ فرخ آباد ہر دوئی ہوتے ہوئے راجا پوائیں کے پاس پہنچے، راجا نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا، علامہ نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا تو دروازے سے گولیاں چلنی شروع ہو گئیں، علامہ بھی گولیوں کے شکار ہو کر راجا کی غداری کے باعث شہید ہو گئے۔ اگلے دن جسم جلا کر راکھ دریا میں بہا دی گئی اور سر کوتوالی پر لٹکا دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۱ اگست سنہ ۱۸۸۸ء کو پیش آیا۔

جب انگریزوں نے حکومت کے بل بوتے پر ہندوستان میں دھڑلے سے اپنے مذہب کی تبلیغ شروع کی تو اس فتنے کو روکنے کے لیے مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمہ میدان میں اترے۔ اس فتنے کے رد میں آپ نے اپنی مشہور زمانہ کتاب "اظہار الحق" تصنیف فرمائی۔ انگریز پادری، پادری فنڈر سے آگرہ میں آپ نے ایک تاریخ ساز مناظرہ کیا جس میں مولانا نے پادری فنڈر کو شکست فاش دی، اس مناظرے

میں علامہ فیض احمد بدایونی اور ڈاکٹر وزیر خاں اکبر آبادی علیہما الرحمہ آپ کی طرف سے معاون کے طور پر شریک تھے، آخر میں وہ پادری مناظر مناظرہ برخواست کرا کر بھاگ گیا۔ علاوہ ازیں آپ قصبہ کیرانہ کے مجاہدین آزادی کی قیادت بھی فرماتے رہے اسی لیے انگریزوں کو آپ سے دوہری دشمنی تھی۔ کیرانہ کے کچھ غداروں کی وجہ سے انگریزی فوج ایک بھاری توپ خانہ کے ساتھ قصبہ کیرانہ میں گھس آئی اور گولہ باری شروع کر دی۔ اور مولانا کیرانوی کو شہید کرنے کے لیے تلاش کرنے لگی، مولانا کیرانوی کیرانہ کی جامع مسجد سے نکل کر چھپتے چھپاتے گجرات ہوتے ہوئے حجاز مقدس پہنچے۔ گجرات میں قیام کے دوران آپ مولانا خیر الدین محدث سورتی علیہ الرحمہ کی خانقاہ میں بھی مقیم رہے۔ مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کے والد مولانا طیب راندیری علیہ الرحمہ نے وہاں مولانا کیرانوی سے ملاقات کی۔ مولانا کیرانوی نے راندیر میں انگریزوں کے خلاف زبردست تقریر کی۔ جس کے نتیجے میں انگریزوں اور مجاہدین کے درمیان ایک گھمسان لڑائی ہوئی۔ جس میں مولانا راندیری کے دو صاحب زادے بھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد مولانا راندیری مولانا کیرانوی کے ساتھ حرمین شریفین روانہ ہو گئے۔

تحریک آزادی ۱۸۵۷ء میں مجاہدین نے انگریزوں کو علی گڑھ سے بے دخل کر دیا تو قیادت کا بار مولانا عبد الجلیل علی گڑھی علیہ الرحمہ کے حوالے کیا گیا۔ دوبارہ انگریزوں نے علی گڑھ پر چڑھائی کی تو دشمن سے مقابلہ میں بہت سے مجاہدین شہید ہو گئے۔ مولانا

عبدالجلیل بھی ان شہدا میں شامل تھے۔

مولانا امام بخش صہبائی علیہ الرحمہ انگریز مخالف ذہن رکھنے کے ساتھ ساتھ انقلابیوں اور مجاہدوں کے ساتھ ہم دردی رکھتے تھے اور قلعہ معلیٰ کی مجلسوں اور بعض مشوروں میں شریک ہوتے تھے، مولانا صہبائی اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں کسی نے مخبری کردی، انگریزوں نے آپ کے محلہ کوچہ چیلان دہلی سے چودہ سو آدمیوں کو گرفتار کرکے راج گھاٹ (نئی دہلی) جمنا کے کنارے گولیوں کا نشانہ بنادیا۔ انہیں میں مولانا صہبائی بھی تھے۔ آپ کے گھر کے اکیس افراد شہید کیے گئے۔ یہ واقعہ سنہ ۱۸۵۷ء کا ہے۔

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے دادا امام العلماء مولانا رضا علی خان بریلوی علیہ الرحمہ روہیل کھنڈ کے مجاہدین کے سربراہ تھے، بریلی روہیل کھنڈ کا مرکز تھا۔ جب جنگ آزادی کا بگل بجا تو ہر جگہ انگریزوں سے جنگ چھڑ گئی، مگر بریلی ہی ایسا مقام تھا، جہاں انگریزوں کو شکست ہوئی، باقی مقامات کے حالات ناگفتہ بہ تھے۔ بحر حال فتح بریلی کے بعد امام العلماء کی تجویز پر خان بہادر خاں کو بریلی کا حکمران مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد جلد ہی پورے روہیل کھنڈ کو انگریزوں سے آزاد کرا لیا گیا اور ایک مضبوط حکومت قائم ہوگئی۔ مگر یہ آزادی کا دور صرف ایک سال ہی رہا، ۲۱ جون سنہ ۱۸۵۷ء میں بریلی فتح کیا گیا تھا اور ۷ جون سنہ ۱۸۵۸ء کو دوبارہ انگریزوں نے ہر طرف

سے جمع ہو کر پوری طاقت سے حملہ کیا اور بریلی پر قبضہ کر لیا۔ بتایا جاتا ہے کہ سیکڑوں لوگوں کو پھانسی دے دی گئی اور ان کی لاشوں کو درختوں پر لٹکا دیا گیا۔ انگریزوں نے آپ کے سر کی قیمت پانچ سو روپیہ رکھی تھی۔ لیکن وہ لوگ آپ کا سر قلم کرنے میں ناکام رہے۔ البتہ ضلع رام پور میں آپ کی ایک بڑی جائیداد تھی جسے انگریزوں نے ضبط کر لیا۔

مولانا رضا علی خان کے بعد ان کی تحریک کو ان کے فرزند مولانا نقی علی خان اور پوتے امام احمد رضا خان نے آگے بڑھایا۔ مولانا نقی علی خان نے بھی اپنے والد محترم کی طرح جہاد کمیٹی کی تشکیل میں حصہ لیا۔ انگریزوں کے خلاف جنگ کرنے والے مجاہدین کو مناسب مقامات پر گھوڑے اور رسد پہنچانا آپ کے ذمہ تھا۔ جس کو آپ بحسن وخوبی انجام دیتے رہے۔ مؤثر تقاریر کے ذریعے مجاہدین میں جوش وولولہ پیدا کرتے رہے۔

مجاہدین جنگ آزادی میں ایک اہم نام علامہ کفایت علی کافی مرادآبادی علیہ الرحمہ کا ہے، آپ نے مرادآباد میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا۔ اس کی نقلیں دوسرے مقامات پر بھیجیں ایک ہفتہ بریلی میں قیام فرما کر فتویٰ کی تشہیر کی اور لوگوں کے اندر جذبۂ جہاد پیدا کیا، امام احمد رضا محدث بریلوی آپ کے جوش حریت اور تحریک آزادی میں سرگرم شرکت سے کافی متاثر تھے، فرمایا کرتے تھے، "جب تحریک آزادئ ہند شروع ہوئی تو گویا مولانا کافی علیہ الرحمہ کا ہاشمی خون پہلے ہی سے جذبۂ شہادت سے سرشار تھا"۔ جنرل بخت خان اپنے جاں بازوں کی فوج لے کر جب مرادآباد پہنچے تو آپ

ہی ہراول دستے کے رہنماو پیشوا تھے نتیجتاً مرادآباد اور اطراف بریلی میں مسلمانوں نے زبردست بغاوت کی اور نواب مجدالدین عرف مجو خان کی قیادت میں مرادآباد انگریزوں کے تسلط سے آزاد ہو گیا، مرادآباد پر قبضہ کے بعد آپ وہاں کے صدر شریعت بنائے گئے۔ ۲۵ اپریل سنہ ۱۸۵۸ء کو انگریزوں نے مرادآباد پر دوبارہ قبضہ کر لیا، اور مجاہدین کی گرفتاریاں شروع ہو گئیں، علامہ روپوش ہو گئے، مگر ایک مخبر فخرالدین کلاں کی غداری سے ۳۰ اپریل کو انگریزوں نے آپ کو گرفتار کر لیا اور مختلف دفعات کے تحت آپ پر مقدمہ چلایا گیا۔ بالآخر ۶ مئی سنہ ۱۸۵۸ء کو پھانسی کی سزا سنائی گئی، مرادآباد جیل کے سامنے اسی دن جیل سے متّصل بر سرعام تختہ دار پر لٹکا دیا۔ پھانسی کے پھندے پر جاتے وقت آپ کی زبان پر تازہ ترین نعت شریف کے یہ اشعار جاری تھے۔

کوئی گل باقی رہے گا نے چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ ﷺ کا دین حسن رہ جائے گا
ہم صفیرو باغ میں ہے کوئی دم کا چہچہا
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائے گا
اطلس و کم خواب کی پوشاک پر نازاں ہو تم
اس تن بے جان پر خاکی کفن رہ جائے گا

نام شاہان جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشان پنجتن رہ جائے گا
جو پڑھے گا صاحب لولاک کے اوپر درود
آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائے گا
سب فنا ہو جائیں گے کافی و لیکن حشر تک
نعت حضرت کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

(تلخیص: علامہ فضل حق خیر آبادی اور معاصر علما)

صحیح بخاری پر علماے منظر اسلام کی خدمات

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے عزیزوں کے اصرار پر اپنی عمر کے آخری اور تیسرے عشرے میں جاکر مرکز اہل سنت بریلی شریف میں دار العلوم منظر اسلام کے نام سے سنہ ۱۹۰۴ء میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ اتفاق سے اس مدرسے کے جو پہلے دو طلبا تھے، وہ صوبہ بہار سے تعلق رکھتے تھے، ان میں سے ایک طالب علم آگے چل کر علامہ سید ظفر الدین محدث بہاری علیہ الرحمہ بنے، جنھوں نے "صحیح البھاری" نام سے احادیث کا عربی زبان میں ایک ضخیم مجموعہ مرتب کیا، جس کا اردو اور بنگلہ زبان میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ اس کے بعد بھی منظر اسلام نے بہت سارے محدثین اور شارحین حدیث پیدا کیے، چوں کہ میرے مضمون کا موضوع "صحیح بخاری پر علماے منظر اسلام کی خدمات" ہے اس لیے یہاں صرف صحیح بخاری پر علماے منظر اسلام نے جو خدمات انجام دی ہیں، انہیں کا احاطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

ایک طرف جہاں بانئ منظر اسلام نے صحیح بخاری اور صحیح بخاری کی تین مشہور شروحات (عمدۃ القاری، فتح الباری، ارشاد الساری) پر حواشی چڑھائے، وہیں منظر اسلام کے متعدّد علما و فضلا نے بھی صحیح بخاری پر مختلف قسم کے کام کیے، اور بعض کے دروس بخاری بھی شائع ہوئے، اور اس وقت بھی منظر اسلام کے موجودہ شیخ الحدیث

بخاری شریف کی شرح لکھ رہے ہیں۔ بخاری شریف پر علماے منظر اسلام کی خدمات کے حوالے سے جتنا مواد دست یاب ہوسکا، اسے آگے پیش کر رہا ہوں۔

● بشیر القاری بشرح صحیح البخاری: اس کے مصنف علامہ سید غلام جیلانی محدث میرٹھی علیہ الرحمہ (سابق صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ اندر کوٹ، میرٹھ) ہیں، اس کتاب میں محدث میرٹھی نے "فیض الباری بشرح صحیح البخاری" کی علمی و فنی غلطیاں نکالی ہیں، یہ تنقید "بشیر القاری بشرح صحیح البخاری" کے نام سے ایک جلد میں شائع ہوئی۔ (تذکرہ علماے اہل سنت/ص:۲۰۵)

● حاشیہ صحیح بخاری: یہ دارالعلوم منظر اسلام کے قدیم فاضل اور سابق شیخ الحدیث، علامہ سردار احمد قادری چشتی گورداس پوری علیہ الرحمہ (بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد) کا صحیح البخاری پر لکھا غیر مطبوعہ حاشیہ ہے۔

● منظر آیات الباری مافی صحیح البخاری: بخاری شریف کی یہ بلند پایہ علمی و تحقیقی شرح چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں آیات قرآنیہ، احادیث قدسیہ یا بخاری شریف کے وہ مباحث علمیہ جو طلبا و اساتذہ کے لیے غایت درجہ مشکل و مبہم ہیں، مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی علیہ الرحمہ (فاضل و سابق شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف) نے ان کی عالمانہ و محدثانہ انداز میں توضیح و تشریح فرمائی ہے۔ مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی فرماتے تھے کہ میں نے یہ شرح بہ طور خاص علماے کرام، مفتیان عظام اور شیوخ الحدیث

حضرات کے لیے لکھی ہے۔ یہ ابھی شائع نہیں ہوئی۔ (از: مولانا طفیل احمد مصباحی حفظہ اللہ)

● منحۃ الباری فی حل صحیح البخاری: منحۃ الباری بخاری شریف کے ان اسباق ودروس کا مجموعہ ہے، جو مفتی اختر رضا خاں ازہری محدث بریلوی علیہ الرحمہ (بانی جامعۃ الرضا بریلی شریف) کی زبان فیض ترجمان سے سن کر ریکارڈ کیا گیا، پھر افادۂ عام کی غرض سے کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا۔ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود توضیح حدیث، تحقیق الفاظ حدیث، حل لغات، تنقیح مسائل، استخراج احکام، ترجمۃ الباب کی مناسبت پر کلام، اختلاف مذاہب وترجیح راجح پر بحث، اسماے رجال پر جامع کلام، امام احمد رضا کے اشعار کا جگہ جگہ برمحل ذکر اور دیگر علمی وفنی خوبیوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اپنا ایک الگ مقام رکھتی ہے۔ (منحۃ البخاری حل صحیح البخاری پر ایک نظر - مضمون)

● حاشیۃ الازہری علی صحیح البخاری: اس کے محشی مفتی اختر رضا خاں ازہری محدث بریلوی علیہ الرحمہ ہیں۔ دراصل علامہ احمد علی محدث سہارن پوری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری پر عالمانہ وفاضلانہ حاشیہ قلم بند فرمایا اور برصغیر میں صحیح البخاری انہیں کے حاشیہ کے ساتھ چھپتی ہے، ان میں جگہ جگہ کوتاہیاں در آئی ہیں، جن کی نشان دہی ضروری تھی، مفتی صاحب نے اس کی طرف توجہ فرمائی اور ان کوتاہیوں کی

نشان دہی کی، علمی وفکری تعاقب کیا، مختصر اور انتہائی مدلل حاشیہ "تعلیقات زاہرہ" کے نام سے تصنیف فرمایا، جو "حاشیۃ الازہری علی صحیح البخاری" کے نام سے شائع ہوا۔(پنج گنج ولایت/ص:۲۶۵)

● درس بخاری: یہ علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اعظمی حفظہ اللہ (بانی جامعہ امجدیہ گھوسی، مئو) کے درس بخاری کا مجموعہ ہے، جو مطبوعہ ہے، جسے مولانا محمد احمد برکاتی امجدی حفظہ اللہ نے مرتب کیا ہے۔

● امداد القاری بشرح صحیح البخاری: یہ دار العلوم منظر اسلام کے موجودہ شیخ الحدیث، مولانا عاقل رضوی حفظہ اللہ کی لکھی شرح ہے، ۱۰۳ ویں عرس رضوی کے موقع پر اس شرح کی پہلی جلد شائع ہوئی ہے۔ عرس رضوی کی مناسبت سے اس کی قیمت محض ۲۰۰ روپیہ رکھی گئی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کی کثیر تعداد میں کاپیاں فروخت ہوئیں۔ اس کی دوسری جلد بھی شائع ہو چکی ہے۔

● حاشیۃ صحیح البخاری: مفتی حنیف خاں رضوی بریلوی حفظہ اللہ (بانی امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف، سابق صدر المدرسین جامعہ نوریہ بریلی شریف) نے اپنے ادارے امام احمد رضا اکیڈمی سے درس نظامی کا مکمل سیٹ شائع کیا ہے، اور ان میں سے اکثر کتب پر خود ہی حواشی چڑھائے ہیں۔ حاشیہ صحیح بخاری بھی انہیں میں سے ایک ہے۔

ہندوستان میں شوافع حضرات کے مدارس وجامعات

ہندوستان میں شوافع حضرات کے سیکڑوں مدارس و جامعات موجود ہیں۔ جن میں ہزاروں کی تعداد میں طلبا و طالبات فقہ شافعی کی روشنی میں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ ہندوستان کے جن مدراس و جامعات میں فقہ شافعی کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے، ان میں سے جن اداروں کا مجھے علم ہے، ان کی فہرست نیچے پیش کر رہا ہوں، یہ فہرست نامکمل ہے، ساتھ ہی ساتھ اس فہرست میں کیرالا کے صرف معروف شافعی المذہب جامعات کو شامل کیا گیا ہے، کیوں کہ وہاں شوافع کے بے شمار ادارے ہیں، ان سب کو شامل کر پانا ممکن نہیں ہے۔

- جامعہ مرکزالثقافۃالسنیہ کالی کٹ (کیرالا)
- جامعہ سعدیہ کاسرگوڈ (کیرالا)
- جامعہ معدن ملاپورم (کیرالا)
- جامعہ نوریہ ملاپورم (کیرالا)
- دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی (کیرالا)
- جامعہ سراج الہدیٰ کتیادی (کیرالا)
- جامعہ امام احمد رضا کوکن، رتناگیری (مہاراشٹر)

- دارالعلم الشافعیہ پہاڑی شریف، حیدر آباد-ملحق جامعہ نظامیہ حیدر آباد (تلنگانہ)
- مرکز سلطانیہ تھینی علینگرم (تمل ناڈو)
- مرکز العلوم بنگلور (کرناٹک)-ملحق جامعہ مرکز الثقافۃ السنیہ کالی کٹ (کیرالا)
- جامعہ دار الحبیب راجاپور، رتناگیری (مہاراشٹر)
- مرکز ترقیات الاسلام کوواراتی (لکش دیپ)
- دارالعلوم تاج السنۃ فیض الرسول بھٹکل (کرناٹک)
- جامعہ معینیہ اجمیر شریف (راجستھان)
- دارالعلوم محمدیہ شافعیہ شیرور، اڈپی (کرناٹک)
- دارالہدیٰ ہانگل کیمپس (کرناٹک)-ملحق دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی (کیرالا)
- مدرسہ عربیہ نور العلوم راجاپور، رتناگیری (مہاراشٹر)
- جامعہ برکات الشافعیہ شرنگارتلی، رتناگیری (مہاراشٹر)

محدث سورتی پر ایک نظر

شیخ المحدثین مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ (متوفی: ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء) کی ولادت سنہ ۱۲۵۲ھ/ سنہ ۱۸۳۶ء میں راندیر ضلع سورت (گجرات) میں ہوئی۔ استاذ الاساتذہ مفتی لطف اللہ علی گڑھی (سابق مدرس: مدرسہ فیض عام کان پور) اور محدث کبیر علامہ احمد علی محدث سہارن پوری علیہما الرحمہ (سابق شیخ الحدیث: مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور) وغیرہ سے آپ نے تعلیم حاصل کی اور شیخ المشائخ مولانا فضل رحمن گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے۔ محدث سورتی امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے خاص رفقا میں سے ایک تھے، اور اپنی مجالس میں اپنے پیر و مرشد سے زیادہ محدث بریلوی کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ یہ بھی ایک حسین اتفاق ہے کہ محدث سورتی کے زیادہ تر مشہور و معروف تلامذہ محدث بریلوی کے خلفا ہیں۔

● محدث سورتی وہ تھے جنہوں نے مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت (اتر پردیش، ہند) قائم کیا اور وہیں تقریبا ۴۰ سال تک درس حدیث دیتے رہے اور علما و فقہا، مفسرین و محدثین کی ایک بڑی جماعت پیدا کی۔

● محدث سورتی وہ تھے جن سے بر صغیر کے اکثر علماے اہل سنت کا سلسلۂ تلمذ جا ملتا

ہے۔

● محدث سورتی وہ تھے جنھوں نے محشیٔ طحاوی صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی انصاری علیہ الرحمہ (مصنف: بہار شریعت) جیسا استاذ الاساذہ، شیخ المحدثین اور فقیہ اعظم پیدا کیا۔

● محدث سورتی وہ تھے جنھوں نے محدث اعظم ہند علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ (مصنف: معارف القرآن مع تفسیر اشرفی) جیسا مترجم قرآن، مفسر قرآن، محدث، مدرس، مناظر، مقرر، مصنف اور شاعر پیدا کیا۔

● محدث سورتی وہ تھے جنھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبۂ دینیات کو پہلا پروفیسر، پروفیسر علامہ سید سلیمان اشرف بہاری علیہ الرحمہ (مصنف: المبین) دیا۔

● محدث سورتی وہ تھے جنھوں نے قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مہاجر مدنی علیہ الرحمہ جیسا شیخ طریقت پیدا کیا۔

● محدث سورتی وہ تھے جنھوں نے ملک العلماء علامہ سید ظفر الدین محدث بہاری علیہ الرحمہ (مصنف: صحیح البہاری) جیسا عظیم المرتب مدرس، محدث اور مصنف پیدا کیا۔

● محدث سورتی وہ تھے جنھوں نے مولانا عبد الاحد محدث پیلی بھیتی علیہ الرحمہ جیسا فرزند و جانشین پیدا کیا، جنھوں نے اپنے والد کے بعد مدرسۃ الحدیث کی مسند

دارالحدیث کورونق بخشی۔

● محدث سورتی وہ تھے جنہوں نے جامعہ منظر اسلام بریلی شریف اور جامعہ مظہر اسلام بریلی شریف کو مولانا عبدالعزیز خاں محدث بجنوری ثم بریلوی علیہ الرحمہ جیسا مدرس دیا۔

● محدث سورتی وہ تھے جنہوں نے مولانا سید خادم حسین محدث علی پوری، مولانا عبد الحق محدث پیلی بھیتی، مولانا مشتاق احمد کان پوری، مولانا نثار احمد کان پوری، مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی اور مفتی عبد القادر لاہوری علیہم الرحمہ وغیرہ جیسے علما و محدثین پیدا کیے۔

● محدث سورتی وہ تھے جنہوں نے برصغیر میں غالباسب سے پہلے شرح معانی الآثار المعروف بہ طحاوی شریف پر تحریری کام کیا۔

● محدث سورتی وہ تھے جنہوں نے حاشیہ مدارک التنزیل، حاشیہ جلالین، حاشیہ بیضاوی، حاشیہ شروح اربعہ ترمذی، حاشیہ سنن نسائی، حاشیہ موطاامام محمد، حاشیہ شرح معانی الآثار، حاشیہ مشکوۃ المصابیح، حاشیہ شافیہ، حاشیہ ملاحسن، حاشیہ میبذی شرح ھدایت الحکمۃ، حاشیہ مقامات حریری، حاشیہ شفاملاعلی قاری، شرح مشکوۃ المصابیح، افادات حصن حصین، التعلیق المجلی لمافی منیۃ المصلی، جامع الشواہد جیسی مایہ ناز کتابیں تصنیف فرمائیں۔

الغرض! محدث سورتی وہ تھے جنہوں نے اپنے استاذ محدث سہارن پوری کے شاگرد و جانشین ہونے کا حق ادا کیا اور محدث سورتی کے تلامذہ نے محدث سورتی کے شاگرد ہونے کا۔

بیک وقت عالم کے ساتھ ساتھ گریجویٹ بنانے والا ادارہ مع کیرالا میں عالم بنانے کا طریقہ!

تقریبا چھ ماہ قبل طیبہ کالج اندور (مدھیہ پردیش) نے صوبہ مدھیہ پردیش کی تاریخ میں ایک منفرد کارنامہ انجام دیا تھا۔ وہ یہ کہ وہاں کے طلبا نے عالم کورس کی تکمیل کے ساتھ ساتھ گریجویشن مکمل کیا تھا۔ دراصل طیبہ کالج میں عالم کورس کے ساتھ ساتھ آٹھویں کلاس سمیت، میٹرک، انٹر اور گریجویشن کرایا جاتا ہے۔ یہ کالج ہندوستان کی عظیم دینی و عصری درس گاہ، جامعہ مرکز الثقافۃ السنیہ کالی کٹ (کیرالا) کی شاخ ہے، جس کا افتتاح تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں ازہری محدث بریلوی رحمہ اللہ (بانی: جامعۃ الرضا بریلی شریف) نے سنہ ۲۰۱۴ء میں کیا تھا۔ اس میں عالم بنانے کا جو طریقہ ہے، وہ کیرالا ہی کا لگتا ہے۔ کیوں کہ کیرالا میں تین طریقے سے عالم بنایا جاتا ہے، جس کی تفصیل دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی کیرالا کے فاضل اور اسی کے فارغین کی جمعیت ابنائے دارالہدیٰ "ہادیہ" کے رکن نیز اسی تنظیم کے تحت چل رہے تعلیمی اشاعتی شعبہ کے خادم، محب گرامی مولانا عبید انصاری حفظہ اللہ نے کچھ دیر پہلے مجھے بتائی، جو درج ذیل ہیں۔

ا۔ کیرالا کے طلبا مسجد میں کسی عالم کے پاس دینی علوم کی تکمیل کرتے ہیں۔ یہ تعلیمی

نظام عموماً درسِ مسجد (پَلّی درس) کے نام سے مشہور ہے۔ یہ طلبا مسجد درس میں پہننے والے کپڑے پہن کر ہی ریگولر اسکول بھی جاتے ہیں، تقریبًا بارہویں تک اور پھر کسی اوپن یونیورسٹی سے عربی یا دیگر زبان میں گریجویشن بھی کرتے ہیں۔ اس درسی نظام تعلیم سے فارغ ہونے والے طلبا عموماً "مسلیار" کہلاتے ہیں۔ جیسے: شیخ ابوبکر مسلیار۔ لیکن باقاعدہ سند یافتہ کہلانے کے لیے انہیں کسی ادارے میں ایک یا دو سال کا تخصص کرنا ہوتا ہے۔

۲۔ اوپر ہی کی طرح کیرالا میں عالم فاضل بنانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ طلبا باقاعدہ مدرسے (جس میں تفسیر، حدیث، فقہ، عقیدہ، تصوف وغیرہ کی پڑھائی ہوتی ہے) میں آکر اسکول سے پہلے کے وقت تک پڑھائی کرتے ہیں، یعنی دینی علوم سیکھتے ہیں اور پھر مدرسے ہی کے لباس میں جوکہ کرتا پائجامہ یا کیرالا کی جو خاص لنگی ہوتی ہے وہ پہن کر 9 بجتے ہی اسکول کے لیے نکل پڑتے ہیں، پھر شام کو اسکول سے واپس آکر عصر بعد کھیلتے، کپڑے دھولتے وغیرہ اور بعد نماز مغرب تا عشا اسکول اور مدرسے دونوں سے ملے ہوم ورکز مکمل کرتے ہیں اور آموختہ کے لیے بیٹھتے اور پڑھتے ہیں۔

۳۔ کیرالا میں عالم فاضل بنانے کا خوب صورت اور انوکھا طریقہ یہ بھی ہے کہ ایک بڑا مدرسہ، مجمع اکیڈمی یا جامعہ ہوتا ہے جس میں طلبا رہتے ہوئے دینی و دنیوی دونوں تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہوتے ہیں۔ اس میں طالب علم ایک ہی مدرسے میں بیک

وقت دینی و عصری تعلیم حاصل کرتا ہے۔ آپ لوگوں کو جان کر حیرانی ہوگی کہ اسکولوں میں چلنے والا NCERT کا یا ایسا ہی موافق نصاب تعلیم پھر چاہے وہ کیرالا اسٹیٹ بورڈ کا ہو، NIOS کا ہو یا CBSE کا ہو وہ مکمل نصاب کیرالا کے ان مدارس و جامعات کے شعبہ عالمیت میں داخل نصاب ہوتا ہے۔ طیبہ کالج اندور بھی اسی قسم کا ادارہ لگتا ہے۔

نوٹ: کیرالا کے عارضی طور پر بنائے گئے آٹھویں چیف منسٹر ایک مسلم لیڈر "سی۔ ایچ۔ محمد کویا" گزرے ہیں، جن کی مہربانی کی وجہ سے وہاں کے اسکولز وغیرہ عام طور سے صبح کے 9 یا 9 بجے کے بعد ہی شروع ہوتے ہیں، اس سے قبل طلبا عربی زبان، دینیات، اخلاقیات، تفسیر و حدیث جیسے علوم حاصل کرنے کے لیے روزانہ صبح کے دو ڈیڑھ گھنٹے مدرسے میں جاتے ہیں۔

علامہ سعیدی کا زمانہ طالب علمی

امام المفسرین والمحدثین علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ سنہ ۱۹۳۷ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا دہلی میں اپنا پریس تھا، جس کی وجہ سے آپ کی ابتدائی زندگی بڑی شان و شوکت سے گزری۔ ایک خادم آپ کو اسکول لے جانے اور لے آنے پر معمور تھا۔ آپ اپنے والد کی پانچویں زوجہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ جب والد صاحب کا انتقال ہو گیا تو آپ کی والدہ نے دوسرا نکاح کر لیا۔ تقسیم ہند کے بعد آپ لوگ ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے، اور کراچی میں جھگی ڈال کر گزر بسر کرنے لگے۔ وہاں آپ نے ایک پریس میں بہ حیثیت ملازم کام کیا، پریس بند ہو گیا تو ایک ہوٹل میں کام کرنے لگے، دن میں کام کرتے اور رات کو ہوٹل کی دہلیز پر سو جاتے۔ اس کے بعد آپ اجرت پر قلفیاں بیچتے رہے۔ اپنی زندگی کی تقریبا دو دہائیاں گزارنے کے بعد علم دین کی تحصیل کے لیے آپ جامعہ رضویہ رحیم یار خان، جامعہ نعیمیہ کراچی اور امام العلماء علامہ عطا محمد بندیالوی چشتی علیہ الرحمہ کے پاس بندیال شریف حاضر ہوئے۔ علامہ سعیدی نے اتنی غربت میں دینی تعلیم حاصل کی کہ زمانہ طالب علمی میں آپ کے پاس صرف ایک جوڑا کپڑا تھا، جو پہنا ہوتا تھا، آٹھ دن پر نہر پر جا کر اسے دھوتے تھے، آپ اس کو دھو کر پھیلا دیتے تھے، اور اس کے سوکھنے تک پانی کے اندر بیٹھے نہاتے

رہتے، کیوں کہ اگر باہر نکلتے تو پہننے کو کچھ نہ تھا۔ یہی طالب علم آگے چل کر ایک عظیم مفسر، محدث، فقیہ، مدرس اور مصنف بنا۔ جس نے تقریبا نصف صدی تک درس حدیث دیا اور امت کو قرآن کی دو تفاسیر (تبیان القرآن / ۱۳ جلدیں، تفسیر تبیان الفرقان/ ۴ جلدیں) اور صحیحین کی شروحات (نعمة الباری شرح صحیح البخاری/ ۱۷ جلدیں، شرح صحیح مسلم / ۷ جلدیں) لکھ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ علامہ سعیدی کے درجات بلند فرمائے، آمین۔

(علامہ غلام رسول سعیدی: حیات وخدمات/ص:۲-۶)

مفسرہ قرآن سیدہ رقیہ قادریہ علیہا الرحمہ

مفسرہ قرآن سیدہ رقیہ قادریہ علیہا الرحمہ (1945ء-2018ء) نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ قرآن مجید کی خدمت کرنے میں گزارا۔ وہ جہاں ایک طرف خواتین کے درمیان درس قرآن دیتی تھیں، وہیں دوسری طرف آپ نے قرآن کریم کی متعدّد تفاسیر قلم بند کیں۔ آپ کے فرزند مفتی سید محمد عارف شاہ اویسی حفظہ اللہ (خلیفہ: مفسر اعظم پاکستان علامہ فیض احمد اویسی رحمہ اللہ) کے مطابق آپ نے 17 سے زائد مرتبہ قرآن لکھا اور قرآن کریم کی 6 مختلف تفاسیر لکھیں، ان میں ایک منظوم تفسیر بھی ہے۔ تفسیر رقیہ آپ کی مشہور تفسیر ہے۔ ابھی تفسیر رقیہ کا مطالعہ کر رہا تھا تو سیدہ رقیہ صاحبہ کی یہ بات بڑی پیاری لگی، آپ فرماتی ہیں:

"چراغ سونے کا ہو یا مٹی کا، دونوں کی روشنی ایک سی ہوتی ہے۔ مثال مچھر کی ہو یا اس سے بڑی کسی چیز کی یا مچھر سے بھی چھوٹی چیز کی مثال ہو، مثال کا مقصد ہدایت کا پا لینا ہے۔ اللہ کریم سے مضبوط تعلق والے اور ایمان دار لوگ ہر مثال سے اس کا مقصد یعنی ہدایت پا جاتے ہیں، جب کہ بے ایمان لوگ مثال میں گم ہو جاتے ہیں۔"

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مؤمن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

(تفسیر رقیہ/پہلا پارہ/ص:50)

قاطع شدھی تحریک مولانا غلام قطب الدین برہم چاری

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے حضرت مولانا سید غلام قطب الدین برہم چاری چشتی علیہ الرحمہ (تلمیذ: مفتی لطف اللہ علی گڑھی، خلیفہ: اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہما الرحمہ) کی قبر انور پر جنہوں نے شدھی تحریک کا جم کر مقابلہ کیا، لاکھوں مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچایا، ہزاروں غیر مسلموں کو داخل اسلام کیا۔ اس فیلڈ میں کام کرنے کے لیے انہوں نے بنارس کے ہندو مندر میں جاکر اپنا مذہب چھپاکر کئی سال کی انتھک محنت اور ہوشیاری سے سنسکرت زبان اور ہندو فلسفہ سیکھا، اس درمیان سال میں کئی کئی بار مبلغ اسلام مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمہ اللہ (خلیفہ: امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ) بنارس آتے، پل پر سے کباب اور پراٹھا کپڑے میں لپیٹ کر ان کی طرف پھینک دیتے، جسے وہ کمرے میں لے جاکر تناول فرماتے، اور کمرے ہی میں چھپ کر جملہ نماز بھی ادا کرتے تھے۔ سنسکرت اور ہندو فلسفہ میں مہارت حاصل کرنے کے بعد آپ نے اپنے استاذ سے بحث کر کے اپنے مسلمان ہونے کا پردہ فاش کر دیا۔ پھر کلکتہ میں جاکر اپنا مقصد بتا کر ایک قوال سے ایک ہی ہفتے میں سارے راگ سیکھ لیے۔ اس کے بعد حیوانات، وید، حکیم، گانے اور بھجن کرنے والی پارٹی بنا کر لوگوں کا مجمع جٹاتے، اور اسلام پر ہندوانہ اعتراض قائم کرتے، اور خود ہی

اس کا جواب دیتے، اسی مجمع میں سیکڑوں لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے۔ اس طرح آپ نے دور دراز علاقوں کا سفر کیا اور خوب اسلام کی نشر و اشاعت فرمائی۔ آپ نے ہندو پنڈتوں، شنکراچاریوں، آریہ سماجیوں سے کئی کامیاب منظارے بھی کیے۔ کئی کتب بھی تصنیف فرمائیں، پر افسوس! کہ ان کی تقریبا تمام کتب نایاب ہو چکی ہیں۔

فاتح عیسائیت حافظ ولی اللہ لاہوری اور پادری فنڈر

فاتح عیسائیت حافظ ولی اللہ لاہوری رحمہ اللہ لاہور کے ایک متبحر عالم دین تھے، آپ عیسائیوں کے ساتھ مناظروں و مباحثوں کے حوالے سے بڑے مشہور تھے، تردید نصاریٰ میں آپ کو وہ ملکہ و ید طولیٰ حاصل تھا کہ بڑے بڑے پادری آپ کا مقابلہ کرنے سے کتراتے تھے۔

شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ نے آپ کا ایک بڑا دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے، لکھتے ہیں:

ایک دفعہ آپ لاہور سے باہر گئے ہوئے تھے، واپسی پر پتہ چلا کہ تین دن سے مسلمانوں کے علما اور پادری فنڈر کے درمیان مناظرہ ہو رہا ہے، آپ آتے ہی میدان مناظرہ میں پہنچ گئے، اور علما سے اجازت لے کر تن تنہا مقابلے میں آگئے، فرمایا: کیوں کہ میں نابینا ہوں اس لیے اپنے مدمقابل کو قریب سے دیکھنا چاہتا ہوں، چناں چہ آپ کو پادری کے قریب لے جایا گیا، آپ نے اس کے چہرے کو ٹٹولا اور اس کے منہ پر ایسا زناٹے دار تھپڑ رسید کیا کہ پادری کے منہ سے خون بہنے لگا، بس پھر کیا تھا مناظرہ ہنگامے کی نذر ہو گیا۔

دوسرے دن انگریز مجسٹریٹ کے سامنے آپ نے بیان دیتے ہوئے فرمایا: مجھ پر یہ

الزام غلط ہے کہ میں نے ارادہ قتل سے تھپڑ مارا ہے، میں تو دیکھنا چاہتا تھا کہ پادری صاحب انجیل مقدس پر عمل کرتے ہیں یا نہیں، کیوں کہ انجیل میں لکھا ہے کہ اگر تمہیں ایک تھپڑ مارا جائے تو دوسرا گال بھی پیش کر دو، مگر پادری صاحب نے انجیل کی تعلیم پر عمل کرنے کی بجائے مجھ پر مقدمہ دائر کر دیا"۔

(تذکرہ اکابر اہل سنت/از: علامہ عبدالحکیم شرف قادری/ص:568)

حکیم معراج الدین امرت سری اور حکیم موسیٰ امرت سری

امرت سر کے دو حکیموں کا جماعت اہل سنت پر عظیم احسان ہے۔ ان میں پہلا نام حکیم ابوالریاض معراج الدین احمد نقش بندی امرت سری رحمہ اللہ [۱] کا ہے، جب کہ دوسرا نام حکیم موسیٰ امرت سری چشتی رحمہ اللہ (بانی مرکزی مجلس رضا لاہور، رکن بانی: مجلس ضیائی اور مجلس رضا لاہور)۔ اول الذکر شخصیت کی حیات و خدمات پر کوئی قابل ذکر کام میری نظر سے نہیں گزرا، البتہ آخر الذکر شخصیت سے متعلق کئی کتب اور مضامین وغیرہ لکھے گئے ہیں۔

حاشیہ ۱:- مولانا حکیم ابوالریاض معراج الدین احمد نقش بندی ابن حکیم محمد ابراہیم امرت سری علیہ الرحمہ ۷ اپریل سنہ ۱۸۸۶ء کو امرت سر میں پیدا ہوئے۔ آپ علمی لحاظ سے ایک ممتاز شخصیت کے حامل اور سنی صحافت میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ تصنیف و تالیف سے بہت ہی عمدہ ذوق پایا تھا، اس لیے بہت سی معرکہ الآرا تصانیف آپ نے اپنے پیچھے یادگار چھوڑیں۔ ارائیں قوم کی تاریخ پر ایک مبسوط کتاب بنام "تاریخ ارائیاں" آپ ہی کے نوک قلم سے وجود میں آئی۔ ملک بھر کے ارائیوں کو متحرک اور منظم کرنے کے لیے آپ نے "انجمن راعیان ہند" قائم کی، جس کے تحت

ملک بھر میں ارائیں قوم کے اجلاس منعقد ہوتے رہے، اس انجمن کے تحت ایک رسالہ "الراعی" بھی جاری کیا۔ صحافتی میدان میں سنیت کی ترجمانی کرنے میں آپ کا کلیدی کردار رہا، آپ نے کئی اخبار و رسائل کا اجرا کیا، چناں چہ اخبار الفقیہ امرت سر کے علاوہ اخبار ہنٹر، اخبار جماعت، المعین، الراعی، کامریڈ اور ایک ماہ وار رسالہ "حنفی" جاری کیا۔ ۹ نومبر سنہ ۱۹۴۸ء کو لاہور میں تقریباً ۶۳ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا، آپ کو لاہور کے تاریخی قبرستان "میانی صاحب" میں دفن کیا گیا۔ ۱۴ اگست سنہ ۱۹۹۶ء میں تحریک پاکستان ورکرز ٹرسٹ نے آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے "تحریک پاکستان گولڈ میڈل" دیا، جو کہ آپ کے صاحب زادے مولانا فیاض الدین احمد صاحب نے وصول کیا۔

(وفیات مشاہیر الفقیہ/ص:۱۵)

قصید تان رائعتان از امام احمد رضا محدث بریلوی

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ نے سیف اللہ المسلول علامہ فضل رسول بدایونی عثمانی رحمہ اللہ کی شان میں ان کے عرس مبارک (سنہ 1300ھ) کے موقع پر عربی زبان میں 313 اشعار (امام نے یہ تعداد اصحاب بدر رضی اللہ عنہم کی مناسبت سے رکھی تھی) پر مشتمل دو قصائد (قصیدہ نونیہ-243 اشعار، قصیدہ دالیہ-70 اشعار) اپنے ہاتھ سے لکھ کر بدایوں شریف لے کر گئے تھے، اور اسے خود عرس کی محفل میں پڑھا۔ ان قصائد (قصید تان رائعتان) کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ 313 اشعار کے ان قصیدوں میں کہیں پر کافیہ کی تکرار نہیں ہوئی ہے۔

امام احمد رضا علامہ فضل رسول کے فرزند علامہ عبد القادر بدایونی رحمہ اللہ کو یہ قصائد دے کر بریلی شریف چلے آئے۔ قصیدہ دالیہ کے اشعار کم تھے، اس لیے یہ قصیدہ عرس کی روداد کے ساتھ شائع ہو گیا۔ جب کہ قصیدہ نونیہ غیر مطبوع رہا۔ اور اس کا روئے زمین پر واحد نسخہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف میں موجود تھا۔ جس کا عکس علامہ محمد احمد مصباحی حفظہ اللہ (شیخ الادب جامعہ اشرفیہ مبارک پور) نے المجمع الاسلامی مبارک پور سے 1989ء میں شائع کیا۔

بقول شہید بغداد مولانا ڈاکٹر اسید الحق قادری بدایونی رحمہ اللہ (سابق استاذ مدرسہ

قادریہ بدایوں شریف) ان قصائد پر اب تک کا سب سے جامع تحقیقی اور وقیع کام مولانا ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی ازہری حفظہ اللہ (ابن علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمہ اللہ سابق شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ لاہور) نے کیا ہے۔ انھوں نے جامعہ ازہر مصر میں "الشیخ أحمد رضا خان البریلوي الهندي: شاعراً عربیاً" کے عنوان سے ایم فل کا مقالہ لکھ کر 1999ء میں ڈگری حاصل کی۔

2001ء/2002ء میں عراق کے ایک نامور ادیب و شاعر اور محقق و ناقد ڈاکٹر رشید عبد الرحمن عبیدی نے قصیدتان رائعتان پر تحقیقی کام کیا، ڈاکٹر محمد مجید السعید (سابق وائس چانسلر جامعہ صدام بغداد شریف) نے بساتین الغفران (امام احمد رضا کے عربی کلام کا مجموعہ) کا تحقیقی مطالعہ کیا، جس کے نتیجے میں ان کی کتاب "شاعر من الهند" معرض وجود میں آئی۔ مولانا نفیس احمد مصباحی حفظہ اللہ (استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور) نے کئی سال پہلے ان قصائد کا اردو ترجمہ اور ان کی تشریح و تحقیق کا کام کیا۔ مدرسہ قادریہ بدایوں کے فاضل اور استاذ مولانا عاصم اقبال بدایونی حفظہ اللہ نے قصیدتان رائعتان کا اردو ترجمہ کیا اور مختصر شرح لکھی۔ ویسے یہ قصیدہ کئی مدارس اہل سنت میں داخل نصاب بھی ہے۔

شمس العلماء قاضی شمس الدین جون پوری

قاضی شمس الدین جون پوری علیہ الرحمہ (مؤلف: قانون شریعت) اکابر علمائے اہل سنت میں سے تھے۔ بچپن ہی میں آپ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ (بانی: جامعہ منظر اسلام بریلی شریف) سے مرید ہو گئے تھے۔ آپ نے جامعہ اشرفیہ مبارک پور (اعظم گڑھ) اور جامعہ حمیدیہ رضویہ بنارس میں تدریسی خدمات انجام دیں، جب کہ آپ کے فرزند مولانا محی الدین احمد ہشام جعفری حفظہ اللہ مدرسہ حنفیہ جون پور کے مہتمم و شیخ الحدیث ہیں۔ قاضی صاحب علامۂ وقت ہونے کے باوجود نہایت سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے اور عوامی شہرت، ریاکاری وغیرہ سے کافی دور رہتے تھے، یہی وجہ تھی کہ شہر بنارس کے بہت سے لوگ آپ کے بارے میں نہیں جانتے تھے، کہ اتنے بڑے عالم اپنے شہر ہی میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود قاضی صاحب کو عالمی سطح پر جس چیز کی وجہ سے شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی وہ آپ کی مشہور زمانہ کتاب "قانون شریعت" ہے، جس کے اب تک متعدّد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اور یہ کتاب کئی مدارس اہل سنت میں داخل نصاب بھی ہے۔ اس کتاب کا انگریزی، ہندی، گجراتی اور بنگلہ زبان میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

ایک بار مولانا عبد المبین نعمانی حفظہ اللہ (مہتمم دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ، مئو)

قاضی صاحب سے ملاقات کرنے گئے تو ہمت کر کے عرض کی کہ "حضرت! قانون شریعت جو غیر مجلد ہی فروخت ہوتی ہے، کاش اس کی بہترین جلد بن جایا کرے تو کتاب کا ظاہری حسن بڑھ جائے گا اور کتاب خوب صورت لگے گی، اس طرح شاید اس کی اشاعت میں بھی اضافہ ہو جائے گا۔ حضرت نے جواباً ارشاد فرمایا: آپ جانتے ہیں کہ سنی لوگ عام طور سے غریب ہیں، جب جلد بن جائے گی تو کتاب کی قیمت بڑھ جائے گی، غریب سنی لینے میں دشواری محسوس کریں گے، یہ سن کر میں خاموش ہو گیا اور پھر کچھ عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی، اس سے حضرت کی غربا پروری کا اندازہ ہوتا ہے۔" محرم الحرام سنہ ۱۴۰۲ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ پہلی بار نماز جنازہ بنارس میں ہوئی، جب کہ دوسری بار نماز جنازہ خانقاہ رشیدیہ جون پور کے صحن میں، اور جون پور ہی میں آپ کی تدفین ہوئی۔ بہ وقت وصال آپ کے سینے پر امام ابو حامد غزالی شافعی علیہ الرحمہ کی مشہور زمانہ کتاب "کیمیاے سعادت" تھی۔

(ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور/ستمبر سنہ ۲۰۱۹ء/ص: ۳۴-۳۲)

محدث اعظم پاکستان کے چند مشہور تلامذہ کی خدمات احادیث

محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری چشتی گورداس پوری علیہ الرحمہ صرف ایک عظیم محدث ہی نہیں بلکہ محدث گر بھی تھے۔ ان کے تلامذہ کی فہرست میں کثیر تعداد میں شیوخ الحدیث اور محدثین موجود ہیں۔ آپ نے جامعہ منظر اسلام بریلی شریف، جامعہ مظہر اسلام بریلی شریف اور جامعہ مظہر اسلام فیصل آباد میں درس حدیث دینے کے علاوہ علم حدیث سے متعلق کتب مثلاً، صحاح ستہ پر حواشی، فوائد دورۂ حدیث شریف، علم مصطفیٰ ﷺ احادیث سے، حجیت حدیث اور حدیث لولاک لما خلقت الافلاک کی تحقیق تصنیف فرمائیں۔ اسی طرح آپ کے تلامذہ نے بھی علم حدیث کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، آپ کے چند مشہور شاگردوں کی اس میدان میں تحریری خدمات درج ذیل ہیں:

علامہ غلام رسول رضوی محدث امرت سری علیہ الرحمہ:

● تفہیم البخاری فی شرح صحیح البخاری (۱۱ جلدیں)

علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ:

● ترجمہ بخاری شریف مع مختصر حاشیہ (۹ جلدیں)، ● ترجمہ ترمذی شریف مع مختصر حاشیہ (۵ جلدیں)، ● ترجمہ مسلم شریف مع مختصر حاشیہ (۱۰ جلدیں)، ● انوار المغنی فی

شرح دارقطنی (۱۰ جلدیں)، ● شرح سنن درامی مع ترجمہ (۸ جلدیں)، ● اللمعات فی شرح المشکوۃ (اردو/۵ جلدیں)، ● شرح مشکوۃ المصابیح (عربی)، ● الاحادیث السنیہ فی الفتاویٰ الرضویہ (۵ جلدیں)، ● احادیث موضوعہ (۵ جلدیں)، ● یک ہزار احادیث، ● الاربعین فی علم سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، ● الاربعین فی اختیار النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، ● الاربعین فی فضائل امام المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، ● الاربعین فی کمالات النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، ● الاحادیث النبویہ فی علم خیر البریہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، ● الاربعین فی شہود سید المرسلین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، ● الاربعین فی نور النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، ● الاربعین فی حیات النبی الامین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، ● احادیث تصوف، ● الاربعین چہل حدیث، ● اربعین اویسی، ● الاحادیث السنیہ، ● الاربعین فی فضائل کلام رب العالمین، ● شرح احادیث تصوف، ● چہل حدیث فضائل اہل بیت، ● چہل حدیث جامی، ● چہل حدیث علم الغیب، ● چہل حدیث مختلف حدیث، ● چہل حدیث بروایت یک حدیث، ● چہل حدیث فی فضائل صاحب الحدیث، ● شرح اربعین نووی، ● شرح اربعین سلمان فارسی، ● شرح الاحادیث، ● شرح حدیث الغرا لمحجلین، ● شرح حدیث رفع الیدین، ● شرح احادیث الکلم، ● یک صد احادیث، ● یک صد احادیث فضائل فی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وغیرہ۔

[علم کے موتی/ص:۸۶-۱۹۷]

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ:

● نوادر الحدیث، ● منتخب حدیثیں، ● اولیاء رجال الحدیث

مفتی شریف الحق امجدی اعظمی علیہ الرحمہ:

● نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری (۵ جلدیں)، ● شرح حدیث جبرئیل

علامہ عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ:

● ترجمہ مصنف عبد الرزاق، ● ترجمہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ

مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ بخاری علیہ الرحمہ:

● ترجمہ و تحقیق حواشی ارشاد الساری شرح صحیح البخاری للامام احمد رضا البریلوی

[تذکرہ محدث اعظم پاکستان/ج:۲/ص:۴۶]

مولانا حافظ احسان الحق قادری علیہ الرحمہ:

● شرح منتخب احادیث البخاری [بخاری شریف کی وہ احادیث، جنہیں فقہ حنفی کے خلاف سمجھا جاتا ہے، ان احادیث کی تطبیق دیگر احادیث موید مذہب احناف]

(تذکرہ محدث اعظم پاکستان/ج:۲/ص:۴۶)

ہم نام اکابر

ملا عبدالقادر بدایونی "منتخب التواریخ" کے مصنف اور ہندوستان کے پہلے "مفتی اعظم" تھے جب کہ علامہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ۔ علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ (مصنف: المعتقد المنتقد) کے فرزند اور خانقاہ قادریہ بدایوں شریف کے جید عالم دین گزرے ہیں۔

علامہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے فرزند و جانشین ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے مجدد، مفسر، محدث اور بلند پایہ مدرس تھے، نیز "تفسیر عزیزی" اور تحفہ اثنا عشریہ" جیسی مشہور زمانہ کتابوں کے مصنف بھی تھے جب کہ علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کا نام شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے نام پر رکھا گیا، آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور جیسی عظیم الشان دینی درس گاہ کے بانی اور "ارشاد القرآن" کے مصنف تھے۔

علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ جماعت اہل سنت کے امام، منطق و فلسفہ کے ماہر، عربی کے فقید المثال ناظم و ناشر اور جنگ آزادی میں مجاہدین کے عظیم قائد تھے۔ جامع مسجد دہلی میں بعد نماز جمعہ آپ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا، سنہ ۱۸۵۹ء میں آپ کے خلاف بغاوت کا مقدمہ چلا اور کالے پانی کی سزا ہوئی اور انڈمان

کے ایک جزیرے میں آپ کو قید کر دیا گیا آپ نے وہاں جذبۂ جہاد پر مشتمل کتاب "الثورۃ الھندیۃ" تصنیف فرمائی۔ جب کہ دوسرے علامہ فضل حق، علامہ فضل حق رام پوری علیہ الرحمہ تھے، سنہ ۱۲۷۸ء میں آپ کی ولادت ہوئی ٹھیک اسی سنہ میں علامہ فضل حق خیرآبادی اس دنیاے فانی سے رخصت ہوئے تھے۔ حاشیہ حمد اللہ، حاشیہ میر زاہد، حاشیہ تلویح اور حاشیہ دروس البلاغہ وغیرہ علامہ رام پوری کی یادگار تصنیفات ہیں۔

اسی طرح مولانا حشمت علی رضوی بریلوی علیہ الرحمہ امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ اور "تفسیر رضوی" کے مصنف تھے جب کہ مولانا حشمت علی خان لکھنوی علیہ الرحمہ امام احمد رضا کے شاگرد اور اپنے وقت کے مشہور مناظر اہل سنت تھے۔

علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ "بشیر القاری شرح صحیح البخاری" اور "البشیر الکامل شرح مائۃ عامل" جیسی مایہ ناز کتابوں کے مصنف اور عظیم مدرس تھے جب کہ علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کے شیخ الحدیث تھے۔

شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے شاگرد اور سیرۃ المصطفیٰ ﷺ کے مصنف تھے جب کہ شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی

ازہری علیہ الرحمہ مفتی امجد علی اعظمی کے شاگرد ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے فرزند بھی تھے نیز جامعہ امجدیہ کراچی کے شیخ الحدیث اور "تفسیر ازہری" کے مصنف بھی تھے۔

علامہ غلام رسول رضوی علیہ الرحمہ پاکستان کی مشہور و معروف درس گاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے بانی اور "تفہیم الفرقان" اور "تفہیم البخاری" کے مصنف تھے جب کہ علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ جامعہ نعیمیہ کراچی اور جامعہ نعیمیہ لاہور میں تقریبا نصف صدی تک درس حدیث دیتے رہے نیز تبیان القرآن (۱۳ جلدیں)، تفسیر تبیان الفرقان (۴ جلدیں)، نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری (۱۷ جلدیں) اور شرح صحیح مسلم (۸ جلدیں) بھی تصنیف فرمائیں۔

علامہ ارشد القادری بلیاوی علیہ الرحمہ "دعوت اسلامی" کے رکن بانی اور زلزلہ، لالہ زار اور زیر و زبر جیسی مقبول زمانہ کتابوں کے مصنف تھے جب کہ پاکستان کے علامہ ارشد القادری حفظہ اللہ "فیوض النبی شرح جامع الترمذی" کے مصنف ہیں۔

مولانا محمد احمد مصباحی اعظمی علیہ الرحمہ علامہ مفتی عبد المنان اعظمی مبارک پوری علیہ الرحمہ کے فرزند تھے اور جامعہ اشرفیہ کے فضلا میں سب سے پہلے اپنے نام کے ساتھ مصباحی لگانے والے فاضل بھی تھے جب کہ علامہ محمد احمد مصباحی اعظمی حفظہ اللہ جامعہ اشرفیہ کے سابق صدر المدرسین اور موجودہ ناظم تعلیمات ہیں نیز "حدوث

الفتن و جہاد اعیان السنن" کے مصنف آپ ہی ہیں۔

نوٹ: علاوہ ازیں اور بھی بہت سے ہم نام اکابر گزرے ہیں جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

- حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی علیہ الرحمہ اور ملا نظام الدین سہالوی علیہ الرحمہ (بانی درس نظامی)
- شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ، شیخ عبد الحق الہ آبادی علیہ الرحمہ، علامہ عبد الحق حقانی دہلوی علیہ الرحمہ (صاحب تفسیر حقانی)، علامہ عبد الحق خیر آبادی علیہ الرحمہ (ابن علامہ فضل حق خیر آبادی)
- علامہ عبد العلی فرنگی محلی علیہ الرحمہ اور علامہ عبد العلی آسی مدراسی علیہ الرحمہ
- امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اور حافظ ولی اللہ لاہوری علیہ الرحمہ
- علامہ سید ضیاء الدین مہاجر مدنی علیہ الرحمہ اور علامہ ضیاء الدین پیلی بھیتی علیہ الرحمہ

محدث اعظم پاکستان اور ادب حدیث

محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری چشتی گورداس پوری رحمہ اللہ حدیث پاک کا احترام اس درجہ کرتے تھے کہ دوران درس کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی معزز و محترم ہو، آتا، سلام کرتا تو سلام کا جواب تو ضرور دے دیتے اور ہاتھ سے بیٹھنے کے لیے اشارہ کرتے، مگر اس وقت تک کلام نہ فرماتے جب تک سبق پورا نہ ہو جائے۔ پھر آنے والے کے پاس اتنا وقت ہو تو بیٹھا رہے ورنہ اٹھ کر چلا جائے۔ آپ مطلقا پرواہ نہ کرتے، دوسرے وقت ملاقات ہوتی تو فرما دیتے کہ آپ فلاں وقت تشریف لائے تھے، میں حدیث شریف پڑھا رہا تھا، اس لیے آپ سے بات نہ کر سکا۔ جو طالب علم عبارت پڑھتا اسے تاکید ہوتی کہ حضور کے نام نامی کے ساتھ "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" ضرور کہے اور صحابی کے نام کے ساتھ "رضی اللہ عنہ"، اور خود بھی اس کا التزام رکھتے تھے، جیسے ہی نام نامی سنتے بہ آواز "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" کہتے، تاکہ دوسرے طلبا، جو غافل ہوں، انہیں سن کر یاد ہو جائے۔ اگر کہیں حدیث میں آجاتا کہ "ضحک النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم" تو خود بھی مسکراتے اور طلبا سے بھی کہتے ہنسو! (تذکرہ محدث اعظم پاکستان/ج:۱/ص:۱۶۷)

ایک بار عظیم مفسر و محدث، تفسیر نور العرفان اور تفسیر نعیمی کے مصنف، شارح بخاری و مشکوۃ، حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی علیہ الرحمہ آپ سے

ملاقات کرنے کے لیے فیصل آباد تشریف لائے۔ اس وقت حدیث شریف کا سبق جاری تھا۔ درس ختم ہونے تک حضرت حکیم الامت بیٹھے حدیث کا سبق سنتے رہے۔ سبق سے فراغت کے بعد حسب عادت محدث اعظم پاکستان نے ان سے ملاقات کی۔ چاے وغیرہ بہ طور ناشتہ سے خدمت کی۔ دوران ناشتہ حضرت حکیم الامت نے آپ کے درس حدیث سے متاثر ہوکر کہا: "میری خواہش ہے کہ میں بھی آپ کے حلقۂ درس میں طلبا کی صف میں شامل ہو جاؤں۔" (تذکرہ محدث اعظم پاکستان/ج:۱/ص:۱۹۳)

ضلع بلیا کی مشاہیر شخصیات

بلّیا ضلع اتر پردیش کا سب سے مشرقی ضلع ہے، جو صوبہ بہار اور راقم الحروف کے ضلع مئو کے درمیان میں آباد ہے۔ یہ ضلع ۱نومبر سنہ ۱۸۷۹ء کو غازی پور سے الگ ہوا۔ اس ضلع میں کل چھ تحصیلیں ہیں، جن کے نام یہ ہیں: بلیا، بیریا، بانس ڈیہ، بیلتھرا، رسڑا اور سکندر پور۔ بلیا شہر اس ضلع کا صدر مقام ہے۔ اس ضلع کی کل آبادی تقریبا ۳۲,۲۳,۶۴۲ ہے۔ عام طور سے یہاں بھوج پوری زبان بولی جاتی ہے۔ بلیا کا نام بلیا راکشس راجا بلی کے نام پر پڑا اور راجا بلی نے بلیا کو اپنا دار السلطنت بنایا تھا۔ ہندوستان کی جنگ آزادی میں اہل بلیا نے بھی اہم کردار ادا کیا، مجاہد جنگ آزادی منگل پانڈے یہیں کے رہنے والے تھے۔ ہندی زبان کے معروف مضمون نگار، نقاد اور ناول نگار ہزاری پرساد دویدی کا تعلق بھی اسی ضلع سے تھا۔ بھارت کے سابق وزیر اعظم چندر شیکھر بھی اسی ضلع کے ابراہیم پٹی نامی گاؤں میں پیدا ہوئے تھے راقم الحروف کے آباؤ اجداد کا تعلق بھی اسی گاؤں سے تھا۔

دنیاے سنیت کی معروف شخصیات مثلا عالم نبیل، فاضل جلیل، مفکر، محدث، محقق، مدقق، مصنف اور مناظر حضرت علامہ وکیل احمد سکندر پوری علیہ الرحمہ، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے سابق نائب شیخ الحدیث، امام اہل سنت امام احمد رضا محدث

بریلوی علیہ الرحمہ کے فتاویٰ رضویہ کے قلمی نسخے کی اول پانچ جلدوں کو نقل فرمانے کا عظیم کارنامہ انجام دینے والے اور اسی کام کی وجہ سے خود کو تصنیفی کام سے دور رکھنے والے عظیم المرتب عالم، ادیب، محدث، مدرس، متکلّم یعنی حضرت علامہ عبد الرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ، صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے خلیفۂ خاص اور جامعہ امجدیہ کراچی کے بانی مفتی ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ، مشہور و معروف صوفی بزرگ اور شاعر سرکار آسی غازی پوری علیہ الرحمہ، دعوت اسلامی اور کئی مدارس اسلامیہ کے بانی، مصنف کتب کثیرہ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ اور ان کی بہن عالمہ ہاجرہ خاتون علیہا الرحمہ (زوجہ: مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ) جو ہندوستان میں اولین سنی نسواں (جامعہ امجدیہ نسواں گھوسی ضلع مئو/قیام 1982ء) کی بانیہ ہیں، وغیرہ کا تعلق اسی ضلع بلیا سے تھا۔

حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ (بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ) اپنے چار شاگردوں کو اپنا بازو کہا کرتے تھے۔ جن کے نام یہ ہیں: شیخ الحدیث علامہ عبد الرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ (ضلع بلیا)، قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ (ضلع بلیا)، بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی مبارک پوری علیہ الرحمہ (ضلع اعظم گڑھ) اور شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اعظمی علیہ الرحمہ (سابق ضلع اعظم گڑھ، موجودہ ضلع مئو)۔ یعنی ضلع بلیا کو یہ سعادت حاصل ہے کہ اس ضلع

میں حافظ ملت کے دو ایسے نابغۂ روز گار تلامذہ پیدا ہوئے جنہیں خود حافظ ملت اپنا بازو قرار دیتے تھے۔ مذکورہ شخصیات کے علاوہ بھی اس ضلع میں بہت سارے علماے کرام اور صوفیاے عظام پیدا ہوئے، جن کا تذکرہ اختصار کے پیش نظر کسی اور قلم کار کے لیے چھوڑ رہا ہوں۔

(ضلع بلیا: ہندی ویکیپیڈیا، فرزندان اشرفیہ کی تصنیفی خدمات، لہو بولتا ہے)

مدرسۃ الحدیث

آج سے تقریبا ایک سو چالیس سال قبل سنہ ۱۳۰۱ھ میں مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ (تلمیذ و جانشین مولانا احمد علی محدث سہارن پوری، خلیفہ مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی علیہما الرحمہ) نے پیلی بھیت میں مدرسۃ الحدیث کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ اس مدرسے کی بنیاد امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے رکھی تھی۔ یہ مدرسہ تقریبا نصف صدی تک جاری رہا اور وقت کے اکابر علماے اہل سنت نے وہاں خصوصا علم حدیث کی تحصیل کی۔ محدث سورتی کے وصال کے بعد پیلی بھیت میں ایک زبردست سیلاب آیا جس میں مدرسۃ الحدیث بھی ڈوب گیا۔

محدث سورتی کے فرزند اور شاگرد مولانا عبد الاحد محدث پیلی بھیتی علیہ الرحمہ جو اس مدرسے کے شیخ الحدیث تھے نے وہ مدرسہ دوبارہ قائم کرنا چاہا اور مالی امداد حاصل کرنے کے لیے انہوں نے پرچے بھی لگوائے، لیکن! شاید یہ مدرسہ دوبارہ تعمیر نہ ہو سکا۔ اور ہمیشہ ہمیش کے لیے بند ہو گیا۔ ایک صاحب جو محدث سورتی پر پی ایچ ڈی کر رہے ہیں وہ بتا رہے تھے کہ وہ مدرسہ ٹیلے کی شکل میں آج بھی موجود ہے۔

محدث سورتی ہی کے ایک نامور شاگرد علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ

نے سنہ ۱۳۳۰ھ میں دہلی میں مدرسۃ الحدیث کے نام سے ایک مدرسہ قائم کیا تھا، جس میں محدث کچھوچھوی خود تقریبا دس سال تک درس حدیث دیتے رہے۔ اس کے بعد آپ جامع اشرف کچھوچھہ شریف میں بہ حیثیت شیخ الحدیث تشریف لائے۔ مجھے جہاں تک علم ہے وہ مدرسہ بھی شاید اب بند ہو چکا ہے۔

مدرسۃ الحدیث دہلی کے بند ہونے کا کم البتہ مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت کے بند ہونے کا مجھے بہت زیادہ افسوس تھا۔ کیوں کہ مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت اپنے دور میں ہندوستان میں اہل سنت وجماعت کا ایک مرکزی ادارہ تھا۔ کیوں کہ اس دور میں زیادہ تر سنی طلبا درس نظامی کی تکمیل کے بعد دورۂ حدیث کے لیے اسی مدرسے میں داخل ہوتے تھے۔

ویسے جب سے پاکستان میں مفتی ندیم اسلمی صاحب حفظہ اللہ نے مدرسۃ الحدیث کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا ہے تب سے دل کو کافی سکون میسر ہوا۔ علاوہ ازیں مفتی ندیم صاحب نے "احیائے حدیث" کے نام سے ایک سہ ماہی مجلہ بھی جاری کیا ہے۔ مفتی صاحب یہ جملہ اکثر دوہرایا کرتے ہیں کہ "یہ احیائے حدیث کا دور ہے۔" اللہ تعالیٰ مفتی ندیم اسلمی صاحب کو جزائے خیر دے اور ان کے ادارے کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، آمین۔

حافظ ملت، شیخ ابو بکر اور مولانا الیاس قادری

حافظ ملت، شیخ ابوبکر اور مولانا الیاس قادری تینوں کسی معروف خانوادے یا امیر گھرانے سے تعلق نہیں رکھتے، لیکن ان کی فکر بلند و بالا اور حوصلہ مضبوط تھا/ہے۔ تبھی تو حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی رحمہ اللہ بر صغیر میں سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا سب سے بڑا دینی ادارہ (جامعہ اشرفیہ مبارک پور) قائم کرنے میں، علامہ عبد الرؤف بلیاوی، مفتی عبد المنان اعظمی، علامہ ارشد القادری، مفتی شریف الحق امجدی اعظمی، مولانا بدر القادری مصباحی علیہم الرحمہ، سید مدنی میاں کچھوچھوی، علامہ ضیاء المصطفیٰ اعظمی، علامہ محمد احمد مصباحی، مولانا یٰسین اختر مصباحی، علامہ قمر الزماں اعظمی حفظہم اللہ وغیرہ جیسے تلامذہ تیار کرنے میں، شیخ ابوبکر احمد شافعی حفظہ اللہ بر صغیر میں شوافع کا نیز اہل سنت کا سب سے بڑا دینی و عصری ادارہ جامعہ مرکز الثقافۃ السنیہ کالی کٹ اور اس کی ملک و بیرون ملک میں سیکڑوں شاخیں جن میں مرکز نالج سٹی کالی کٹ سب سے بڑی اور ممتاز، مولانا الیاس قادری حفظہ اللہ اکابر اہل سنت (علامہ سید احمد سعید کاظمی، امام شاہ احمد نورانی، علامہ ارشد القادری، مولانا شفیع اوکاڑوی علیہم الرحمہ وغیرہ) کی قائم کردہ اہل سنت کی سب سے بڑی تنظیم دعوت اسلامی کی اول روز ہی سے بہ حکم اکابر کمان سنبھال کر اس کو ترقی دے کر دنیا کے تقریبا 150 ممالک تک

پہنچانے میں کام یاب ہوئے۔ جب میں اس صدی میں ان اور دیگر اکابر اہل سنت کی خدمات کو دیکھتا ہوں تو زبان سے نکل جاتا ہے، یقیناً یہ اہل سنت کی "سنہری صدی" ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو دوبارہ ترقی کرنے کے لیے ایک بار پھر موقع دیا ہے، بے شک! ہم کام یاب ہوں گے، بہ شرط یہ کہ ہم تعمیری کام میں لگ جائیں، خانہ جنگی میں نہ پڑیں۔

روداد افتتاح اقرأ لائبریری ادری

اقرأ لائبریری ادری ضلع مئو کا افتتاح مؤرخہ ۵ اگست سنہ ۲۰۲۱ء بروز جمعرات کو خلیفۂ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد سلطان ادروی علیہ الرحمہ (سابق شیخ الحدیث دارالعلوم منظرحق ٹانڈہ) کے بیٹھک میں ہوا۔ اس افتتاحی پروگرام میں ادری کے اکابر علما مثلا مصنف خطبات خورشید مولانا اشفاق احمد خاں ادروی (استاذ مدرسہ اسلامیہ میاں نیک قدم خاں ادری)، مصنف کتب کثیرہ مولانا مرغوب حسن ادروی (سابق شیخ الحدیث مدرسہ حنفیہ اہل سنت بحرالعلوم مئو ناتھ بھنجن) مولانا محمد جعفر صادق اعظمی (استاذ جامعہ عربیہ ضیاء العلوم ادری)، مولانا ظفرالاسلام (سابق استاذ جامعہ مرکزالثقافۃ السنیہ کالی کٹ، کیرالا) مولانا مظفر الاسلام (استاذ جامعہ اسلامیہ بیت العلوم خالص پور، ادری)، مولانا عابد رضا برکاتی (مصنف: اظہار حقیقت)، ضیاء لائبریری ادری جو تقریبا تیس سال تک اپنی خدمات انجام دینے کے بعد آج سے لگ بھگ پندرہ سال پہلے بند ہو چکی ہے اس کے اراکین مثلا مولانا قاسم رضا، جناب نجم الہدیٰ اور جناب فضاء الاسلام، مدرسہ عربیہ فیض القرآن ادری کے اساتذہ مثلا مولانا عابد رضا مصباحی اور حافظ خورشید عالم حفظہم اللہ، قصبہ کے دیگر علما، شعرا، حفاظ اور عوام شریک ہوئے۔

اس افتتاحی تقریب کا آغاز بعد نماز عصر قرآن پاک کی تلاوت کریمہ سے ہوا۔ محمد غلام رسول ضیائی نقشبندی اور مولانا محمد جعفر صادق اعظمی نے قراءت کی۔ پھر حافظ مبشر صاحب نے نعت پاک پڑھی، مولانا غلام خواجہ نقشبندی نے لائبریری کے متعلق ایک مختصر اور جامع مقالہ پڑھا۔ مولانا اشفاق احمد خاں نے اس مقالے کی تائید میں مختصر تقریر کی۔ اس کے بعد مولانا جعفر صادق نے خطاب کیا اور لائبریری کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ مدرسے میں پڑھنے کے لیے صرف طلبا جاتے ہیں جب کہ لائبریری سے علما و طلبا اور عوام و خواص سب یکساں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کے بعد مولانا مرغوب حسن صاحب نے مختصر تقریر کی اور صلاۃ و سلام کے بعد یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس لائبریری کو قائم کرنے میں ان چار لوگوں (مولانا صادق رضا سالک مصباحی، راقم الحروف محمد سلیم انصاری ادروی، مولانا غلام خواجہ اور محمد غلام رسول ضیائی) نے اہم کردار ادا کیا اور یہی چاروں اس لائبریری کے ارا کین ہیں۔ اور یہ بھی ایک حسین اتفاق ہے کہ اول الذکر دونوں افراد قادری سلسلے میں جب کہ آخر الذکر دونوں حضرات نقشبندی سلسلے میں بیعت ہیں۔ ان کے علاوہ قصبہ کے دیگر افراد نے بھی لائبریری کا علمی اور مالی تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اس لائبریری کے قیام میں جن جن لوگوں نے حصہ لیا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی بستوی

فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی بستوی علیہ الرحمہ کی تصنیفات علما، طلبا، صاحبان مسند افتا اور عوام وغیرہ میں یکساں مقبول ہیں۔ آپ کی کچھ کتابیں سوال وجواب کی شکل میں بھی ہیں۔ جن میں "نورانی تعلیم" سب سے زیادہ مشہور ہے، اور آپ کی جملہ کتب میں غالبا سب سے زیادہ یہی کتاب شائع ہوتی ہے۔ دراصل یہ کتاب ہند کے بہت سے مدارس اہل سنت میں درجہ ایک تا پانچ داخل نصاب ہے۔ راقم الحروف نے اس کتاب کے تین حصے مدرسہ عربیہ فیض القرآن ادری (ضلع مئو) میں پڑھے تھے، چوں کہ درجہ چار اور پانچ پڑھنے کے بجائے میں ڈائریکٹ درجہ چھ میں چلا گیا تھا، اس لیے بقیہ دو حصے اسکول کے دنوں میں خود سے پڑھنے پڑھے۔

اس کتاب میں اسلام کے بنیادی عقائد اور ضروری مسائل وغیرہ آسان لفظوں میں سوال وجواب کی شکل میں موجود ہیں۔ اس کتاب سے مجھے اپنے بچپن کا ایک مزے دار واقعہ یاد آگیا۔ جب میں جامعہ عربیہ رضویہ ضیاء العلوم ادری میں ناظرہ قرآن کر رہا تھا، انہیں دنوں معلوم چلا کہ اس مدرسے میں نورانی تعلیم زبانی سنتے ہیں، اتنا سننا تھا کہ سویرا دیکھتے ہوئے میں نے مدرسہ ہی تبدیل کر لیا اور فیض القرآن میں چلا گیا۔ لیکن جب درجہ ایک، دو وغیرہ میں جا کر اس کتاب کو پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی تو

یہ کتاب اپنے آپ یاد ہونے لگی۔ تب لگا کہ میں فالتو ہی میں اسے مشکل سمجھ رہا تھا۔

خیر! کل ہی فقیہ ملت کی ایک اور اسی طرز پر لکھی ہوئی کتاب (عجائب الفقہ المعروف بہ فقہی پہیلیاں/کل صفحات: ۲۸۰) ہاتھ لگی۔ جس پر قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری بلیاوی علیہ الرحمہ نے تقریبا چالیس صفحات پر مشتمل مقدمہ لکھا ہے، جو فقہ کی تعریف، فقہ کی ضرورت، فقہ کی تاریخ، فقہ کے اصول اور فقہی مآخذ سے متعلق ہے۔ اس کتاب میں تسمیہ، عقائد، وضو، غسل، پانی اور نجاست، تیمم، نماز کے اوقات، اذان، شرائط نماز، صفۃ الصلوۃ، قراءت، امامت واقتدا، مفسدات نماز، مسجد، دعاے قنوت، سجدۂ سہو، سجدۂ تلاوت، نماز مسافر، جمعہ، متفرقات نماز، جنازہ، زکاۃ وصدقۂ فطر، روزہ، رویت ہلال، حج، نکاح، طلاق، عدت، قسم، بیع، قربانی، کھانے، سونے اور جاگنے، حظر واباحت، وراثت اور متفرق مسائل سے متعلق پہیلیاں سوال وجواب کی شکل میں الگ الگ باب میں موجود ہیں۔

مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادروی

خلیفۂ مفتی اعظم ہند مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادروی علیہ الرحمہ ہند کے جید اکابر علماے اہل سنت کے شاگرد خاص اور محبوب نظر تھے، اور خود بھی ایک عظیم عالم، مفتی، مدرس، شاعر اور کاتب تھے۔ قلمی دنیا میں بھی آپ نے کئی یادگار تصانیف چھوڑیں۔ علاوہ ازیں فتاویٰ رضویہ کی تقریبا نصف درجن جلدوں کے مسودے کا مبیضہ بھی آپ ہی نے تیار کیا تھا۔ جس سے خوش ہوکر خلیفۂ امام احمد رضا مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی علیہ الرحمہ نے آپ کے لیے تحفے میں ڈھائی کلو عمدہ کھجور بھیجی۔ آپ نے کئی مدارس اسلامیہ قائم کیے، جن کے نام یہ ہیں: جامعہ عربیہ رضویہ ضیاء العلوم ادری، مدرسہ امجدیہ ادری (بعد میں یہ مدرسہ: ضیاء العلوم میں ضم کردیا گیا)، دارالعلوم غوثیہ سلیم پور، دارالعلوم صدرالعلوم گورکھ پور۔ چوں کہ ضیاء العلوم کی سنگ بنیاد مئی سنہ ۱۹۴۷ء میں رکھی گئی، اور اگست سنہ ۱۹۴۷ء کے بعد حالات ناساز گار ہوگئے، لوگ ترک وطن کرکے پاکستان جانے لگے، مگر مفتی صاحب اپنے اساتذہ اور بزرگوں کی دعاؤں کے سائے میں پورے انہماک کے ساتھ ضیاء العلوم کے تعمیری کام میں لگے رہے، صبح سویرے تین بجے اٹھ کر اپنے ہاتھوں سے بانس بلی گاڑ دیتے۔ مزدور وغیرہ ٹائم پر آکر کام شروع کردیتے۔ ایک بہت بڑی مشکل اس وقت کھڑی ہوئی جب

سیمنٹ کی ضرورت پڑی، جس کی حصول یابی بہت مشکل تھی، اس زمانے میں ادری میں سیمنٹ نہیں ملتی تھی، جس کی وجہ سے مفتی صاحب سائیکل سے مئو جاتے، اور سائیکل ہی پر سیمنٹ لاد کر لاتے، وہ بھی اس طرح کہ نیچے سوت پھر آدھی بوری سیمنٹ پھر اس کے اوپر سوت باندھ کر لوگوں سے چھپا کر لاتے تھے۔ نیز چھت کے لیے چونے کی بھٹی لگوائی شہتیر گھوسی سے حاصل کی اور سریا سڑا سے منگوائی۔

(مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی کے احوال وافکار)

مجرم انصاری کے دیوان اقبال جرم پر ایک نظر!

حاجی ممتاز احمد انصاری ادروی مرحوم عرف مجرم انصاری قصبہ ادری ضلع مئو کے طنز و مزاح کے شاعر تھے۔ ان کا دیوان "اقبال جرم" کے نام سے جنوری سنہ ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا۔ جو ۹۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ دیوان اردو زبان میں لکھا گیا ہے، جس میں کچھ کلام بھوج پوری زبان کے بھی ہیں۔ اس دیوان میں جہاں ایک طرف قلیل تعداد میں نعت اور منقبت ہیں، وہیں دوسری طرف کثیر تعداد میں عالمی، قومی، سیاسی، سماجی حالات وغیرہ سے متعلق لکھے گئے اشعار شامل ہیں۔ نیز اس دیوان میں وطن عزیز اور اس کے شہروں، تہواروں اور موسمی پھلوں وغیرہ کی شان میں لکھے گئے کلام بھی موجود ہیں۔

اس دیوان کا آغاز نعت نبی ﷺ سے ہوتا ہے، مجرم انصاری لکھتے ہیں:

جو دل میں عشق رسول ہوگا
ہر ایک سجدہ قبول ہوگا
سمجھ میں آئے گا حشر کے دن
تمام رشتہ فضول ہوگا
جو عشق احمد میں جان دے دے

وہ باغ جنت کا پھول ہوگا

آگے لکھتے ہیں:

قسمت کا بلندی پہ ستارا آیا
جب روضۂ اقدس کا منارا نظر آیا
بے چین تھا کتنا دل مضطر کوئی پوچھے
جب ہم کو مدینے کا کنارا نظر آیا
تھا وقت وہی آمد سرکار کا شاید
بہتا ہوا اک نور کا دھارا نظر آیا

زمین حرم سے متعلق رقم طراز ہیں:

بچ بچا کے یہاں آپ رکھیں قدم
یہ زمین حرم ہے زمین حرم
ذرہ ذرہ وہاں بن گیا ہے گہر
جس جگہ آپ نے رکھ دیے ہیں قدم

قصبہ ادری کے پٹھانوں کے جد اعلیٰ، حضرت میاں نیک قدم خاں علیہ الرحمہ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

وہ ایک آیا تھا اعلیٰ دماغ ادری میں

اسی کی ڈالی ہے سب بیل داغ ادری میں
یہ شاہ جہاں کے زمانے کی بات ہے شاید
اسی کا ملتا ہے ہم کو سراغ ادری میں
اسی کے نیک قدم کی یہ ساری برکت ہے
گیا ہے کر کے جو روشن چراغ ادری میں

مجرم انصاری حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ بانیٔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی خدمات جلیلہ اور مقام و مرتبہ کا بیان ان الفاظ میں کرتے ہیں:

مرادآباد سے چل کر وہ اک معمار آیا تھا
جو دل میں لے کے اپنے جذبۂ ایثار آیا تھا
ٹپکتا تھا ہمیشہ معرفت کا نور چہرے سے
مبارک پور میں وہ صاحب کردار آیا تھا
بلندی وہ عطا کی چند دن میں ایک مکتب کو
جو بن کے اشرفیہ کا سپہ سالار آیا تھا
اندھیرے میں اسی کی ذات سے یہ روشنی پھیلی
مٹانے ظلمتوں کا وہ مہہ ضوبار آیا تھا

عقیدت ہو گئی ہے حافظ ملت سے مجرم کو
جو ان کے در پہ دینے حاضری نادار آیا تھا

مجرم انصاری کے اس دیوان کا سرسری مطالعہ کرتے وقت جو اشعار مجھے پسند آئے، انہیں نیچے پیش کررہا ہوں:

یہ گلی تو پہلے ہی تنگ تھی
نہ بڑھا کے اپنا مکاں اٹھا

کرا لی زلف بڑھیا نے اگر ڈائی تو کیا ہوگا
کہیں سالی اکیلی میں چلی آئی تو کیا ہوگا

پولیس کا بن گیا ایسا مخبر
اپنا سمجھے تھنوے آدھا

ناچ نہ بابو نگا ناچ
سچائی کو پہلے جانچ

ابلیس کا بیٹا ہے یا شیطان کا بھائی
اللہ دہائی ہے دہائی ہے دہائی

تنخواہ کے پیسوں کو دے ڈالے یہ کوٹھے پہ
رشوت کو سمجھتا ہے پسینے کی کمائی

کمینہ آج کل مجرم بھی دارو لے کے چلتا ہے
سمجھتا ہے نہ سمجھے گا کوئی نادان ٹھونگا میں

اس دور میں قاتل کے طرف دار بہت ہیں
بھارت میں عدالت کے خریدار بہت ہیں

جج کے لیے بھی دینی پڑے اب ہے رشوتیں
جانے کو بے قرار تھے ہم جدہ و دمام

کوئی پی کے الٹ جائے کوئی تشنہ ہی لب جائے
بڑی منحوس مے خانے کی یہ تو شام ہے ساقی

فیشن تو ہو گیا ہے کھڑے ہو کے موتنا
کچھ تو دھرم جنیو کا اپنے بچائیے

سارا مزا ہے میٹ میں بھگوان کی قسم
چوکھا یہ آلوؤں کا کنارے ہٹائیے

بتانے چلا ایک پاگل کو پی ایم
قیامت کے ہیں سارے آثار ٹپکے

بلا سے اگر پرتیاشی ہے بدھو
رجھانے کو فلمی اداکار نکلے

بازار سے جو آیا ہے وہ سب ادھار ہے
پھر بھی رئیس شہر میں اپنا شمار ہے

بناؤ میاں جس کی چاہو حجامت
ہے جب تک میری سربراہی سلامت

سات پشتوں سے ہمارا بس یہی اک کام ہے
کٹ چکی ہے دیکھ لو اپنی جوانی لوم پر

اور قومیں جانتی تھیں کہ بُنائی کھیل ہے
یاد آنے لگ گئی ان کو بھی نانی لوم پر

امام عبدالرحمن بن علی ابن جوزی

امام عبد الرحمن بن علی ابن جوزی صدیقی بغدادی رضی اللہ عنہ (۵۰۸ھ-۵۹۷ھ) المعروف بہ محدث ابن جوزی تفسیر میں چوٹی کے مفسر، حدیث میں جلیل القدر حافظ، تاریخ میں کثیر المطالعہ مؤرخ تھے۔ فقہ میں بھی آپ کی معلومات قابل اعتماد تھی۔ آپ کو پر تاثیر وعظ کہنے کا ملکہ حاصل تھا، آپ کے بعض مجالس میں ایک ایک لاکھ آدمی جمع ہو جاتے تھے۔ آپ کے وعظ کو سن کر ایک لاکھ انسانوں نے توبہ کی اور بیس ہزار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ آپ اپنا وقت بالکل ضائع نہیں کرتے تھے، ہر روز چار رسائل لکھنا آپ کا معمول تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصانیف کے جلدوں کی تعداد تقریباً دو ہزار تک پہنچ گئی۔ آپ نے بہ وقت وصال وصیت فرمائی کہ ان کے غسل کا پانی اس کترن اور برادے سے گرم کیا جائے، جو حدیث لکھنے کے لیے قلم بنانے میں جمع ہو گیا تھا، چناں چہ وصال کے بعد ان کی قلم کے کترن سے پانی گرم کیا گیا وہ اتنا تھا کہ پانی بھی گرم ہو گیا اور وہ بچ گیا۔

(محدثین عظام/ص:۵۲۳-۵۲۹)

ایسے ہیں ہمارے مصباحی صاحب!

ہوا یوں کہ عرس حافظ ملت کے موقع پر چند سال قبل میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور گیا تھا۔ انہیں دنوں میں نے بحر العلوم علامہ عبد العلی فرنگی محلی علیہ الرحمہ پر علامہ محمد احمد مصباحی حفظہ اللہ (شیخ الادب و ناظم تعلیمات جامعہ ہذا) کا ایک مضمون پڑھ رکھا تھا۔ جو ماہ نامہ اشرفیہ میں شائع ہوا تھا۔ جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ جامعہ اشرفیہ: فرنگی محلی، ولی اللّٰہی، خیر آبادی اور بریلوی سلسلے کا سنگم ہے۔ مصباحی صاحب کو میں پہلے ہی سے جانتا تھا، اور ایک مدت سے ملاقات کا متمنّی تھا، اُن کا یہ تحقیقی مضمون پڑھنے کے بعد ان سے ملاقات کی خواہش مزید دو آتشہ ہو گئی۔

میں مولانا محمد قاسم مصباحی ادروی حفظہ اللہ (استاذ جامعہ ہذا) کے کمرے سے جیسے ہی نکلا تو دیکھا کہ دار التجوید کے مغربی گیٹ سے علما کا ایک ہجوم آ رہا ہے۔ جس میں شارح مؤطا امام محمد علامہ شمس الہدیٰ خان مصباحی حفظہ اللہ (استاذ جامعہ ہذا) اور مفتی نظام الدین مصباحی حفظہ اللہ (صدر مفتی و شیخ الحدیث جامعہ ہذا) آگے آگے تھے۔ علامہ شمس الہدیٰ ہی کو میں مصباحی صاحب سمجھ بیٹھا۔ پھر کیا تھا؟ کچھ دیر بعد علامہ شمس الہدیٰ جامعہ اشرفیہ کے فارن ہاسٹل کی طرف چلے گئے۔ اور فارن ہاسٹل کے پاس ہی کھڑے ہو گئے، نیز وہیں کھڑے کھڑے دو بزرگ علما سے گفتگو فرمانے لگے۔ چوں کہ

میں انہیں مصباحی صاحب سمجھ رہا تھا، اس لیے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے لگا ہوا تھا۔

اتفاق سے موضوعِ گفتگو میری پسندیدہ شخصیات میں سے ایک یعنی شیخ ابو بکر احمد شافعی حفظہ اللہ (بانی و شیخ الحدیث جامعہ مرکز الثقافۃ السنیۃ کیرالا) کی ذات تھی۔ علامہ شمس الہدیٰ نے ان کی تعلیمی اور تعمیری خدمات کی سراہنا کرتے ہوئے فرمایا کہ "شیخ ابو بکر اس دور کے حافظ ملت ہیں۔" کچھ دیر بعد علامہ صاحب فارن ہاسٹل کے اندر چلے گئے۔ اور میں واپس مولانا قاسم صاحب کے کمرے میں آ گیا۔ جب میں مبارک پور سے واپس اپنے گھر آیا تو میں نے "جامعہ اشرفیہ کی کھٹی میٹھی یادوں" کے عنوان سے تقریباً نصف درجن قسطوں پر مشتمل سفر نامہ لکھا۔

کسی قسط میں علامہ شمس الہدیٰ صاحب کا وہ قول جو انہوں نے شیخ ابو بکر کے متعلق فرمایا تھا نقل کر دیا، کچھ دیر بعد اس پوسٹ کے کمینٹ باکس میں میرے عزیز دوست مولانا صادق رضا سالک مصباحی حفظہ اللہ تشریف لائے، اور مجھ سے سوال کیا کہ تم نے مصباحی صاحب کو کیسے دیکھ لیا؟ اور اگر دیکھ لیا تو ان کی بات کیسے سن لی؟ پھر انہوں نے یہ بھی کہا کہ اچھا جن کو تم مصباحی صاحب کہہ رہے ہو ذرا ان کی تصویر دکھاؤ۔ میں علامہ شمس الہدیٰ کی وہ تصویر جو چوری سے لی تھی، بھیج دی۔ مولانا صادق نے کہا کہ ابے بانر! یہ مصباحی صاحب نہیں شمس الہدیٰ صاحب ہیں۔ پھر مجھے اس قسط میں ترمیم کرنی پڑی۔

مصباحی صاحب کے متعلق ایک اور بات مشہور ہے وہ یہ کہ آپ بہت کم گو ہیں۔ ہوا یوں کہ مصباحی صاحب جامعہ ضیاء العلوم ادری کے اولین فارغین میں سے ایک یعنی شیخ الحدیث مفتی ظہیر حسن مصباحی ادروی رحمہ اللہ کے سوم میں شریک ہونے کے لیے ہمارے قصبہ ادری میں تشریف لائے تھے۔ تعزیتی پروگرام کے اختتام کے بعد مصباحی صاحب واپس جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھ گئے۔ چوں کہ وہ گاڑی میں اکیلے بیٹھے ہوئے تھے، اس لیے میں نے سوچا کہ یہ علم کا سمندر عمر دراز ہو چکا ہے، پتا نہیں پھر کبھی اس سے پیاس بجھانے اور ملاقات کرنے کا موقع میسر ہو گا یا نہیں؟ اس لیے ابھی جا کر مل لیتا ہوں۔

میں فوراً ان کے پاس گیا۔ ان دنوں میں "تذکرہ علمائے اہل سنت مئو" پر کام کر رہا تھا، بانئ مدارس کثیرہ شیخ الحدیث علامہ صدیق خیر آبادی اشرفی رحمہ اللہ کی سوانح حیات کہیں سے دستیاب نہیں ہو رہی تھی۔ اس لیے میں نے سلام عرض کرنے کے فوراً بعد یہ سوال کر دیا کہ حضرت! علامہ صدیق صاحب کی سوانح حیات کسی کتاب میں آپ کی نظر سے گزری ہے؟ انھوں نے فرمایا: نہیں۔ مصباحی صاحب نے ناچیز سے ایک دو منٹ اور گفتگو فرمائی اور پھر سنت اکابر پر عمل کرتے ہوئے منہ شریف میں پان اقدس داخل فرما لیا۔ میں اندر ہی اندر ہنستا ہوا دوبارہ سلام کرنے کے بعد واپس آ گیا۔ ویسے واقعی علامہ صدیق کی سوانح تحریری شکل میں کہیں موجود نہیں تھی۔ وہ تو کچھ ماہ پہلے

محب گرامی ڈاکٹر مشاہد رضوی حفظہ اللہ (مالیگاؤں) نے قلم بند فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے، آمین۔

محدث اعظم پاکستان کے پیر و مرشد کا انداز رد قادیانیت

خواجہ شاہ محمد سراج الحق چشتی صابری کرنالی علیہ الرحمہ (۱۸۶۸ء-۱۹۳۲ء) صوفی محمد حسین مرادآبادی علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ اور محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری چشتی گورداس پوری علیہ الرحمہ کے پیر و مرشد تھے۔ ابتدا میں آپ گورداس پور کے ڈپٹی کمشنر تھے، آپ کے تقویٰ کا عالم یہ تھا کہ اس عہدے پر رہتے ہوئے کبھی سرکاری قلم دوات سے اپنا ذاتی خط تک نہ لکھا۔ آپ صوم و صلاۃ کے پابند تھے، ایک روز آپ جمعہ کی نماز ادا کرنے جا رہے تھے۔ انگریز ڈی سی نے کہا کہ "وہ (خواجہ صاحب) ذرا ٹھہر جائیں، چند ضروری سرکاری کام کرلیں۔" مگر آپ نے فرمایا: "نماز حاکم اعلیٰ کا حکم ہے۔ میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ نہ اسے موخر و مقدم کر سکتا ہوں۔" انگریز ڈی سی اس سے مطمئن نہ ہوا تو آپ باہر تشریف لائے اور فوراً استعفیٰ لکھ کر دے دیا اور خود نماز جمعہ ادا کرنے چلے گئے۔ چوں کہ مرزا قادیانی کا قادیان بھی گورداس پور ہی میں آتا ہے، اس لیے گورداس پور کا علاقہ بھی قادیانیت سے متاثر ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ گورداس پور سے مشرقی جانب خواجہ صاحب نے ایک خالی جگہ کو دعوت و ارشاد کا مرکز بنایا اور ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کی۔ وہیں سے آپ نے خلق خدا کی ہدایت اور رد قادیانیت کا کام جاری فرمایا۔ مرزا قادیانی نے جب سنسنی خیز پیشن گوئیوں کے

زریعے عوام کو اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کیا تو خواجہ صاحب نے علما و صوفیا کی جماعت لے کر قادیان کے ارد گرد ایک تبلیغی حصار قائم کر دیا۔ دیہات کے لوگ مرزا سے واقف تھے۔ مرزا کی شکل و صورت میں ان کے لیے کوئی جاذبیت نہ تھی۔ جب وہ خواجہ صاحب کے نورانی چہرے کو اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھتے تو ان کے لیے حق و باطل میں امتیاز کرنا مشکل نہ رہتا۔ وہ لوگ خواجہ صاحب کی بیعت کر کے اپنے آپ کو قادیانیت سے محفوظ کر لیتے تھے۔ خواجہ صاحب نے اسی علاقے کے دس بارہ علما و صوفیا کو خلافت بھی عطا فرمائی، اور تبلیغ کا کام ان کے سپرد کر دیا۔ خواجہ صاحب نے گورداس پور میں جب عرس کا افتتاح کیا تو خواجگان چشت کی عام روش سے ہٹ کر، بجائے ہجری تقویم کے عیسوی تقویم کے مطابق عرس کی تاریخ مقرر کی۔ اس کے پیچھے حکمت یہ تھی کہ دسمبر کے آخری عشرہ میں عیسائیوں کی اتباع میں قادیان میں قادیانیوں کا سالانہ جلسہ ہوتا تھا جو اب بھی ہوتا ہے، اسی جلسے میں مسلمانوں کو جانے سے روکنے کے لیے خواجہ صاحب نے عرس کا افتتاح دسمبر میں کیا تھا۔

(تذکرہ محدث اعظم پاکستان/ج:۱/ص:۵۵-۴۹)

محدث اعظم پاکستان کا روحانی وطن اعظم گڑھ (مئو)

محشئ صحاح ستہ محدث اعظم پاکستان علامہ سردار احمد قادری چشتی گورداس پوری علیہ الرحمہ بریلی شریف کے دونوں مرکزی جامعات (جامعہ منظر اسلام، جامعہ مظہر اسلام) میں منصب شیخ الحدیث پر فائز ہو کر ایک طویل عرصے تک درس حدیث دیتے رہے۔ جامعہ مظہر اسلام بریلی اور جامعہ مظہر اسلام فیصل آباد آپ ہی نے قائم کیا، نیز جامعہ مظہر اسلام فیصل آباد میں آپ تاحیات درس حدیث دیتے رہے۔ اور اپنے دور میں "شیخ الحدیث" کے لقب سے پورے برصغیر میں مشہور تھے۔ صحاح ستہ پر حواشی لکھنے کے علاوہ آپ نے کئی درجن کتب بھی تصنیف فرمائیں، آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں میں ہے، جن میں بانیین مدارس اسلامیہ، شیوخ التفسیر، شیوخ الحدیث، مفسرین، محدثین، مصنفین اور فقہا کی ایک بڑی جماعت بھی شامل ہے۔

آپ خود استاذ الہند صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے دو خاص شاگردوں میں سے ایک تھے۔ صدر الشریعہ "اعظمی" تھے، اور اپنے نام کے ساتھ اعظمی لکھنے کی شروعات سب سے پہلے آپ ہی نے کی تھی۔ ان سے قبل اہل اعظم گڑھ اپنے نام کے ساتھ اعظم گڑھی کا لاحقہ لگاتے تھے۔ خود صدر الشریعہ کے ہم عصر، اخبار الفقیہ امرت سر کے سرپرست یعنی مولانا ابوالمحامد احمد علی مئوی علیہ الرحمہ جب اپنا نام لکھا

کرتے تو یوں لکھتے "ابوالحامد احمد علی حنفی مئوی اعظم گڑھی"۔ اعظم گڑھ ہندوستان کا ایک مشہور و معروف ضلع ہے۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور جیسی عالمی شہرت یافتہ دینی درس گاہ اسی ضلع کے قصبہ مبارک پور میں موجود ہے۔ سنہ ۱۹۸۸ء میں ضلع مئو ضلع اعظم گڑھ سے الگ ہو کر ایک مستقل ضلع بنا۔ مولانا احمد علی مئوی علیہ الرحمہ کا شہر مئوناتھ بھنجن جو ضلع مئو کا صدر مقام ہے، اسی مئوناتھ بھنجن میں اہل سنت کے مرکزی دارالعلوم مدرسہ بحرالعلوم جس کے بانیین خلیفۂ امام احمد رضا مولانا عبدالرحمن مئوی ثم جے پوری اور محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی مئوی علیہما الرحمہ ہیں کے اجلاس میں محدث اعظم پاکستان کی آمد ہوئی۔ محدث اعظم پاکستان نے اس جلسے سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا جسے انہیں کے شاگرد بانئ مدارس کثیرہ مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادروی علیہ الرحمہ نے ماہ نامہ نوری کرن بریلی شریف (مارچ و اپریل سنہ ۱۹۶۳ء) میں نقل کیا ہے:

"اے مئو کے نجدیو! ہماری ظاہری غریب الوطنی کا تصور تمہیں ہرگز مفید نہ ہو گا، یہ سراسر خود فریبی ہے، ہوش میں آؤ، حضرت صدرالشریعہ علیہ الرحمہ کا یہ وطن ہے اور وہ ہمارے روحانی باپ ہیں، میرا جسمانی وطن پنجاب ہے اور روحانی اعظم گڑھ۔ یہ اسٹیج میرے روحانی وطن کا اسٹیج ہے، میں غریب الوطن نہیں، میں شر و فساد نہیں چاہتا، ورنہ اعلان کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا کہ جس کو میری طاقت کا امتحان کرنا ہو سامنے آئے۔"

علمائے مئو کی حیات ہی میں ان کی حیات و خدمات پر لکھی گئیں کچھ کتب

ضلع مئو کو ایک یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ یہاں کے تقریبا نصف درجن اکابر علما پر ان کی زندگی ہی میں ان کی حیات و خدمات پر کتابیں لکھی گئیں۔ مثلا؛ شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اعظمی علیہ الرحمہ (سابق صدر مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور) پر ۱۱۰۰ صفحات پر مشتمل "معارف شارح بخاری"؛ جسے علامہ محمد احمد مصباحی بھیروی، علامہ یٰسین اختر مصباحی ادروی، مولانا عبد الحق رضوی اور مولانا مبارک حسین مصباحی حفظہم اللہ نے اور علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم گھوسی، مئو) کی حیات و خدمات پر مولانا نعیم الاسلام قادری حفظہ اللہ نے بہ نام "حیات مؤرخ اسلام" مرتب کیا۔ علامہ بدر القادری مصباحی علیہ الرحمہ (بانی: جامعہ بدر العلوم گھوسی، سہ ماہی نداء اسلام ہالینڈ) کی حیات و خدمات پر ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی بریلوی قدس سرہ نے "مولانا بدر القادری: حیات اور کارنامے"، "حیات حضور محدث کبیر" کے نام سے مولانا ابو الحسن قادری مصباحی حفظہ اللہ نے محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اعظمی حفظہ اللہ (بانی و شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ گھوسی) کی اور صدر العلماء علامہ محمد احمد مصباحی بھیروی حفظہ اللہ (شیخ الادب و ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ) کی حیات و

خدمات پر "علامہ محمد احمد مصباحی: احوال و افکار" مفتی توفیق احسن برکاتی مصباحی حفظہ اللہ نے تصنیف فرمائیں۔

تنویر الابصار سے مد الابصار تک کا سفر!

تنویر الابصار فقہ کی مشہور و معروف کتاب ہے، جس کے مصنف علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمرتاشی علیہ الرحمہ ہیں، در مختار اس کی شرح ہے، جس کے شارح علامہ علاء الدین علی بن محمد حصکفی علیہ الرحمہ ہیں، رد المحتار المعروف بہ فتاویٰ شامی در مختار کا حاشیہ ہے، جسے امام ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ نے لکھا۔ جد الممتار، رد المحتار کا حاشیہ ہے جس کے محشی امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ ہیں۔ پھر یہ حاشیہ ہمارے علماے مئو کے ہاتھ لگا۔ علماے مئو میں سے مفتی غلام یٰسین امجدی اعظمی علیہ الرحمہ (بانی و شیخ الحدیث دارالعلوم قادریہ رضویہ کراچی) نے مد الابصار کے نام سے اس کا ترجمہ کیا اور شرح لکھی۔ علامہ محمد احمد مصباحی بھیروی حفظہ اللہ (شیخ الادب و ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور) بھی ضلع مئو کے ایک تاریخی گاؤں "بھیرہ شریف" سے تعلق رکھتے ہیں، آپ نے جد الممتار پر تقدیم اور تصحیح کا کام کیا۔

پورہ معروف پر ایک نظر!

پورہ معروف ضلع مئو کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے، جو ٹونس ندی (تمسا ندی) کے کنارے آباد ہے۔ ضلع مئو کے دیگر مسلم اکثریت والے قصبات کی طرح یہاں بھی کثیر تعداد میں مدارس اور مساجد موجود ہیں۔ چند بزرگان دین کے مزارات بھی راقم الحروف کو دیکھنے کو ملے، جو سبز رنگ سے رنگے ہوئے تھے، انہیں میں سے ایک مزار پرانے پورہ میں ٹونس ندی کے کنارے موجود ہے۔ جسے شیخ معروف رحمہ اللہ کا مزار کہا جاتا ہے، لیکن ان کی اصل قبر ندی میں چلی گئی ہے۔ مشہور ہے کہ انہیں کے نام پر اس قصبے کا نام "پورہ معروف" پڑا۔ تقریبا سال بھر پہلے یہ قصبہ پردھانی سے چیئرمینی میں منتقل ہوا، جس کی وجہ سے فی الحال یہاں نہ کوئی پردھان ہے اور نہ ہی کوئی چیئرمین۔

مدرسہ معروفیہ یہاں کا قدیم مدرسہ ہے، جو سنہ ۱۹۱۲ء میں قائم ہوا۔ برصغیر کے مشہور و معروف سیرت نگار، شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ نے یہاں میزان سے شرح جامی تک کی تعلیم حاصل کی تھی۔ علاوہ ازیں پورہ معروف ہی میں علامہ اعظمی کا ننہال یا سسرال، شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اعظمی علیہ الرحمہ کی ایک بہن کی سسرال اور مؤرخ اسلام علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی حفظہ اللہ کے دادا کی

سسرال موجود ہے۔

پورہ معروف میں ایک خوب صورت سا قبرستان ہے، جس میں تقریبا دو درجن کھجور کے پیڑ موجود ہیں۔ جسے دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ یہ قبرستان عرب کا کوئی باغیچہ ہے۔ اسی قبرستان میں میری دادی کی دادی کے بھتیجے مولانا شبلی معروفی علیہ الرحمہ کی قبر ہے۔ جب حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ بانیٔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے اپنی معرکہ آرا تصنیف "المصباح الجدید" تصنیف فرمائی، اور یہ کتاب شائع ہو کر منظر عام پر آئی تو اسے پڑھ کر مولانا شبلی اپنے سابقہ مسلک سے تائب ہو کر جماعت اہل سنت میں داخل ہو گئے تھے۔

امام ابن حبان کا ایک مزے دار واقعہ!

امام ابو حاتم محمد ابن حبان رضی اللہ عنہ (سنہ ۲۷۵ھ-۳۵۴ھ) بلند پایہ محدث اور فقیہ گزرے ہیں۔ خراسان کے مشہور شہر بست میں آپ کی ولادت ہوئی، نیز وہیں پر آپ کا وصال ہوا اور اپنے مکان کے قریب ایک چبوترہ میں دفن کیے گئے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۴۰ سے ۶۳ تک بتائی جاتی ہے، جن میں سے صحیح ابن حبان کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔ امام ابن حبان نے شائقین علم کے لیے اپنا ذاتی ایک مدرسہ اور کتب خانہ قائم کیا تھا دور دراز کے طلبا کو وہ اپنے گھر سے کھانا دیتے تھے، یہ آپ کی سخاوت و فیاضی کی دلیل ہے۔

آپ نے رواج زمانہ کے مطابق طلب علم کے شوق میں دور دراز ملکوں اور شہروں کا سفر کیا اور بے شمار اساتذہ و شیوخ سے کسب علم کیا۔ آپ کا بیان ہے کہ ہم نے اسبیجاب اور اسکندریہ کے درمیان سے دو ہزار بزرگوں سے حدیثیں لکھیں۔ آپ کے علمی ذوق کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنا وقت کبھی ضائع نہ کرتے تھے۔ سفر ہو یا حضر ہر جگہ تحصیل علم کا شغل جاری رکھتے۔ ابو حامد نیشاپوری فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ ہم لوگ امام ابن خزیمہ [رضی اللہ عنہ] کے ساتھ نیشاپور سے کہیں جا رہے تھے۔ ہمارے ساتھ ابو حاتم بستی [امام ابن حبان] بھی تھے۔ یہ بار بار راستہ میں

ان سے سوالات کرتے رہتے تھے حتیٰ کہ وہ تنگ ہو گئے اور فرمایا کہ (دور رہو، تنگ مت کرو!) انہوں نے پھٹکار کا یہ جملہ بھی لکھ لیا۔ جب ان سے کہا گیا کہ اس جملہ کو بھی لکھ ڈالا؟ تو آپ نے فرمایا کہ آں جناب کی ہر بات قابل غور ہے۔

(محدثین عظام-حیات وخدمات)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا ظہیر الحسن اعظمی مئوی کے آبائی وطن مئوناتھ بھنجن پر ایک نظر!

سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ اپنے لشکر کے ساتھ غزنی سے دہلی، میرٹھ، قنوج میں تبلیغ دین اور جہاد کرتے ہوئے سترکھ ضلع بارہ بنکی پہنچے، اور اس کو اپنا صدر مقام بنا کر مختلف علاقوں میں رفقا کو روانہ کیا، انہیں باعظمت رفقا میں حضرت سالار ملک طاہر رحمتہ اللہ علیہ بھی تھے۔ جو ملک قاسم، ملک شدنی و دیگر مجاہدین کو لے کر مئوناتھ بھنجن آئے۔ جہاں حاکم نٹ بھنجن سے آپ کا مقابلہ ہوا۔ اسے شکست فاش ہوئی۔ اور وہ قتل کر دیا گیا۔ ملک طاہر اور ان کے ہم راہی مئوناتھ بھنجن اور اس کے اطراف و جوانب میں اشاعت و تبلیغ کی کوشش کرتے رہے۔ اور اس طرح مئوناتھ بھنجن اور اطراف میں اسلام پھیلا۔ ملک طاہر رحمتہ اللہ علیہ کا یہیں وصال ہوا۔ اور مئوناتھ بھنجن ہی میں آپ کی تدفین ہوئی۔ محلہ ملک طاہر پورہ (مئوناتھ بھنجن) کا نام ملک طاہر پورہ آپ ہی کے نام پر پڑا۔ (معارف شارح بخاری/ص:۷۴)

جب بادشاہ اکبر نے ایک نئے مذہب "دین الٰہی" کی بنیاد رکھی تو نبیٔ کریم جناب رحمۃ للعلمین حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اسی دور کی ایک عظیم علمی و روحانی، شعری و ادبی شخصیت، حضرت دیوان شاہ ارزانی رحمتہ اللہ علیہ (تلمیذ: امام جلال الدین سیوطی

شافعی علیہ الرحمہ) کو ہدایت فرمائی کہ "تم ہندوستان جاکر میرے لائے ہوئے دین کی حفاظت کرو۔" چناں چہ حضرت شاہ ارزانی ہندوستان تشریف لائے اور حضرت بایزید روشان انصاری رحمتہ اللہ علیہ کے شانہ بشانہ باطل دین "دین الٰہی" کے محافظ فوجوں پر حملے کیے۔ حضرت شاہ ارزانی نے مختلف علاقوں میں جاکر دین کی تبلیغ بھی کی۔ آپ مئوناتھ بھنجن میں بھی تشریف لائے، مئوناتھ بھنجن کی ٹونس ندی کے کنارے بھی چلا فرمایا تھا۔ وہاں بھی ایک مسجد اور ایک چلہ گاہ کی عمارت موجود ہے۔ راقم السطور کے قصبہ ادری (ضلع مئو) سے جانب شمال مشرق ایک میل کے فاصلے پر موضع "شاہ پور" (قدیم نام: فیروز آباد) ہے، جو ایک قدیم بارونق آباد بستی تھی، وہاں بھی آپ متعدّد بار تشریف لے گئے۔ سنہ ۱۰۲۸ھ کو عظیم آباد (پٹنہ) میں آپ کا وصال ہوا، اور وہیں آپ کی تدفین ہوئی۔ شاہ جہاں بادشاہ نے سنہ ۱۰۴۰ھ میں آپ کے مزار شریف پر ایک شان دار روضہ بنوایا۔

(مقالات مؤرخ اسلام/ص:۹۱-۱۰۱، مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی کے احوال وافکار/ص:۱۴-۱۵)

شاہ جہاں بادشاہ جو اپنی چہیتی بیٹی جہاں آرا بیگم کی فہم وفراست، علم ودانش اور امور سلطنت میں درک کی وجہ سے اسے بہت محبوب رکھتا تھا، شاہی محل کے انتظامات اسی کے سپرد تھے، بادشاہ نے اپنی لاڈلی بیٹی کو مئوناتھ بھنجن کا علاقہ بہ طور جاگیر عطا کیا تھا، سنہ ۱۶۲۹ء میں جہاں آرا بیگم جب مئو مئوناتھ بھنجن آئی تو تمدنی ضروریات کے پیش نظر

مختلف صنعت و حرفت کے ماہرین کو آگرہ سے اپنے لشکر کے ساتھ لائی۔ جن میں بڑھئی، درزی، معمار اور پارچہ باف تھے، جن کو مئوناتھ بھنجن اور اس کے اطراف میں آباد کر دیا۔ شہزادی نے یہاں ایک جامع مسجد بنوائی، جس کے چاروں طرف طلبا کے لیے حجرے تھے۔ اس قصبے نے کپڑے کی کمال صنعت و حرفت کے ساتھ علم و فن کی خدمت بھی انجام دی۔ (احوال و افکار/ص:۲۳)

مئوناتھ بھنجن اب قصبے سے شہر میں تبدیل ہو چکا ہے۔ اور فی الحال یہ ضلع مئو کا صدر مقام بھی ہے، اگر مسلکی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہاں پہلے صرف شیعہ اور سنی آباد تھے۔ سنہ ۱۸۵۷ء کے بعد یہاں دو اور مکاتب فکر کے اولین مبلغین، مثلاً غیر مقلد عالم مولانا سخاوت علی جون پوری (مرید: سید احمد رائے بریلوی) اور دیوبندی عالم مولانا امام الدین پنجابی (فاضل دیوبند) آئے۔ انہوں نے اپنے اپنے مسلک کے مدارس قائم کیے اور اپنے اپنے فرقے کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ اس دور میں یہاں شاید اہل سنت و جماعت کا کوئی مدرسہ موجود نہ تھا، جس کا نقصان یہ ہوا کہ سنی مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کم علمی کی وجہ سے ان نئے فرقوں میں شامل ہو گئی۔ (تراجم علمائے حدیث ہند– مئوناتھ بھنجن، مولانا امام الدین پنجابی، احوال و افکار)

کچھ سال بعد اس قصبے میں اہل سنت کے متحرک علما مثلاً مولانا عبد الرحمن مئوی، مولانا ظہیر الحسن مئوی، مولانا احمد علی مئوی اور محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی مئوی علیہم

الرحمہ وغیرہ منظر عام پر آئے، اور انہوں نے بہت حد تک ان فرقوں کو پھیلنے سے روکا۔ اول الذکر دونوں علما امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے خلفا تھے۔ مولانا عبد الرحمن مئوی نے مدرسہ حنفیہ اہل سنت بحر العلوم مئوناتھ بھنجن قائم کیا، محدث ثناء اللہ کا شمار بھی اسی مدرسے کے بانیین میں ہوتا ہے۔ محدث ثناء اللہ وہ عظیم عالم دین اور محدث تھے، جنہوں نے غالبا درس و تدریس کا آغاز ہی مسند دارالحدیث سے شروع کیا۔ جامعہ مظہر اسلام بریلی شریف، دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور، جامعہ فاروقیہ بنارس وغیرہ کے علاوہ جامعہ بحر العلوم مئو میں بھی آپ نے ایک عرصے تک درس حدیث دیا۔

مولانا احمد علی مئوی جو بیسویں صدی عیسوی کے اول دہائی میں اہل سنت و جماعت کی جانب سے نکلنے والے واحد اخبار "اخبار الفقیہ" امرت سر کے سرپرستوں میں سے ایک تھے، نیز جن کی وجہ سے پورے برصغیر میں اخبار الفقیہ کی سب سے زیادہ کاپیاں مئوناتھ بھنجن میں فروخت ہوتی تھیں، نے غیر مقلدین حضرات کے رد میں کئی کتب لکھیں اور لکھوائیں، اور اپنے ذاتی پیسوں سے انہیں شائع کیا۔ نیز بہت سارے مضامین بھی قلم بند کیے جو اخبار الفقیہ میں شائع ہوئے۔ جن میں سے چار مضامین راقم الحروف کی نظر سے بھی گزرے ہیں۔ علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی حفظہ اللہ نے کچھ مہینے پہلے مجھ کو بتایا تھا کہ میں نے مولانا احمد علی مئوی کی کتاب "الفوز الکبیر فی ترجمہ نحو میر" جو

مطبوع ہے کا دیدار کیا ہے۔(تذکرہ علمائے اہل سنت مئو/ص:۹۵-۹۷)

جب کہ مولانا ظہیر الحسن مئوی جو سنہ ۱۳۰۲ھ کو محلہ اورنگ آباد (مئوناتھ بھنجن) میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے عالم، مفتی اور شیخ طریقت تھے، قطب میواڑ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ بھی بعد میں مولانا عبد الرحمن مئوی ثم جے پوری کی طرح راجستھان ہجرت کر گئے۔ اور وہیں مدرسہ اسلامیہ ادے پور میں تدریسی خدمات انجام دینے میں مصروف ہو گئے۔ ۱۲ربیع الاول سنہ ۱۳۸۲ھ کو آپ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک مسجد سے متّصل احاطۂ اولیا برھم پول ادے پور (راجستھان) میں ہے۔(۱۳۴ خلفائے اعلیٰ حضرت/ص:۲۰)

فی الحال مئوناتھ بھنجن (ضلع مئو) میں اہل سنت وجماعت کے حالات پہلے سے کافی بہتر ہو چکے ہیں۔ مئوناتھ بھنجن میں اب نصف درجن سے زائد اہل سنت کے مدارس وجامعات اور اسکول (جامعہ حنفیہ بحر العلوم کھیری باغ، مدرسہ بحر العلوم شاخ [جامع مسجد شیخ مرچی قاضی ٹولہ] مدرسہ اشرفیہ عزیز العلوم مدن پورہ، مدرسہ امجدیہ مدینۃ العلوم مدن پورہ، الجامعۃ السراحوضیہ عزیز العلوم منشی پورہ، مدرسہ قادریہ مجددیہ اہل سنت وجماعت منشی پورہ، اشرفیہ پبلک اسکول مدن پورہ) تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جماعت اہل سنت کی اور ہمارے مدارس، مساجد اور تنظیموں کی حفاظت فرمائے، آمین۔

ماہر رضویات پروفیسر مسعود احمد نقش بندی

ماہر رضویات پروفیسر مسعود احمد نقش بندی مجددی صدیقی علیہ الرحمہ، سلسلۂ نقش بندیہ مجددیہ کے شیخ طریقت مفتی اعظم دہلی مفتی مظہر اللہ دہلوی نقش بندی علیہ الرحمہ (صاحب تفسیر مظہر القرآن) کے فرزند اور مرید تھے۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۹۳۰ء کو دہلی میں ہوئی۔ آپ نے اپنے جدامجد کے قائم کردہ ادارہ مدرسہ عالیہ مسجد فتح پوری دہلی میں تعلیم حاصل کی، اس کے بعد اورینٹل کالج دہلی، ادارۂ شرقیہ دہلی، مشرقی پنجاب یونیورسٹی شملہ، پنجاب یونیورسٹی اور سندھ یونیورسٹی حیدر آباد میں تحصیل علم کیا۔ سنہ ۱۹۷۱ء میں سندھ یونیورسٹی ہی سے آپ نے اردو میں "قرآنی تراجم وتفاسیر" پر بہت پر معلومات مقالہ لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مختلف علمائے کرام اور یونیورسٹیوں کے متعدّد پروفیسروں کے نام ملتے ہیں، جن میں آپ کے والد محترم کے علاوہ سب سے اہم شخصیت استاذ الاساتذہ پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں کی ہے۔

فراغت کے بعد آپ نے درس وتدریس کے میدان میں قدم رکھا۔ کئی کالجوں میں پرسنپل کے عہدے پر فائز ہوئے۔ علاوہ ازیں آپ ایک عظیم محقق اور مصنف بھی تھے۔ آپ نے سو سے زائد کتب تصنیف فرمائیں، جن میں سے تقریبا چالیس کتابوں کا

دوسری زبانوں میں ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ آپ نے مجدد دین اسلام (امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی نقش بندی اور امام اہل سنت امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی علیہما الرحمہ) پر گراں قدر تحقیقی اور تصنیفی کام کیا۔ خصوصا محدث بریلوی کی حقیقی شخصیت کو دنیا بھر میں متعارف کرانے اور دنیا بھر کی یونیورسٹیوں کو محدث بریلوی پر تحقیقی کام کرنے کی طرف متوجہ کرانے کا سہرہ آپ ہی کے سر جاتا ہے۔

دور الشیخ احمد رضا الھندی البریلوی، حیات امام اہل سنت، محدث بریلوی، رئیس الفقہاء، فاضل بریلوی اور ترک موالات، فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں، حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی، جدید و قدیم سائنسی افکار و نظریات اور امام احمد رضا، اکرام امام احمد رضا خان، امام احمد رضا خان اور عالم اسلام، رہبر و رہنما، خلفائے اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا اور عالمی جامعات اور آئینۂ رضویات وغیرہ کتب آپ کے ماہر رضویات ہونے پر شاہد ہیں۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں، جن میں تعظیم کتاب اللہ، جان جاناں، سیرت مجدد الف ثانی، تذکرہ مظہر مسعود، تحریک آزادئ ہند اور السواد الاعظم، حیات مظہری، آخری پیغام اور تقلید وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ تقریباً ایک درجن جلدوں پر مشتمل "جہان امام ربانی" آپ ہی سرپرستی میں مرتب کیا گیا۔ ۲۷ اپریل سنہ ۲۰۰۸ء کو آپ کا وصال ہوا اور کراچی میں آپ کی تدفین ہوئی۔ (ماہ نامہ کنزالایمان/جون سنہ ۲۰۰۳ء/ص:۳۶-۳۷، یادگار مسعود ملت/ص:۳-۵)

ضلع مئو میں امام اہل سنت محدث بریلوی کے خلفا

امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے متعدّد خلفا تھے۔ ان میں سے اکثر خلفا غیر معروف یا اپنے خطے تک ہی مشہور ہوئے۔ راقم الحروف کے ضلع مئو میں بھی محدث بریلوی کے چار خلفا گزرے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں: صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ، مولانا عبد السلام گھوسوی علیہ الرحمہ، مولانا عبد الرحمن مئوی علیہ الرحمہ، مولانا ظہیر الحسن بن کریم بخش مئوی علیہ الرحمہ۔ صدر الشریعہ کو چھوڑ کر بقیہ تینوں خلفا غیر معروف ہیں۔ تلاش بسیار کے بعد آخر الذکر ان تینوں خلفا کے بارے میں جتنا معلوم چل سکا اسے آگے پیش کر رہا ہوں۔

مولانا عبد السلام گھوسوی:

آپ صدر الشریعہ کے بھانجے، محدث بریلوی کے خلیفہ اور شیخ المحدثین مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ کے آخری اور چہیتے شاگرد تھے۔ یہی وجہ تھی کہ محدث سورتی مرض الموت میں مبتلا ہونے کے باوجود گاؤ تکیہ کے سہارے بیٹھ کر انہیں ترمذی شریف کا درس دیتے تھے۔ مولانا محمد صدیق گھوسوی علیہ الرحمہ (متوفی ۱۹۱۲ء) جو علامہ ہدایت اللہ رام پوری علیہ الرحمہ (سابق مدرس: مدرسہ حنفیہ جون پور) کے شاگرد، صدر الشریعہ کے چچا زاد بھائی اور استاذ، مدرسہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور

کے صدر مدرس تھے، ان کے وصال کے بعد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے مولانا عبد السلام کو مدرسہ اشرفیہ کا صدر مدرس منتخب کیا۔ شیخ العلماء علامہ غلام جیلانی اعظمی علیہ الرحمہ نے مدرسہ اشرفیہ میں آپ سے فارسی کی پہلی آمد نامہ وغیرہ کتابیں پڑھیں ۔ مولانا عبد السلام کا دور مختصر رہا، بہت جلد ہی آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کی تاریخ رحلت ۱۲ صفر ۱۳۳۶ھ ہے۔ (حیات مؤرخ اسلام/ص:۶۲-۶۹)

مولانا ظہیر الحسن مئوی ثم ادے پوری:

آپ سنہ ۱۳۰۲ھ کو محلہ اورنگ آباد (مئوناتھ بھنجن) میں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے بڑے عالم، مفتی اور شیخ طریقت تھے، قطب میواڑ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ مئو سے ہجرت کر کے راجستھان چلے گئے اور وہیں مدرسہ اسلامیہ ادے پور میں تدریسی خدمات انجام دینے میں مصروف ہو گئے۔ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۸۲ھ کو آپ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک مسجد سے متّصل احاطۂ اولیا برھم پول ادے پور (راجستھان) میں ہے۔

(۱۳۴ خلفائے اعلیٰ حضرت/ص:۲۰)

مولانا عبد الرحمن مئوی ثم جے پوری:

آپ قاضی داموں پورہ (مئوناتھ بھنجن) کے رہنے والے تھے، یعنی محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی مئوی علیہ الرحمہ کے پڑوسی تھے۔ اور یہی دونوں حضرات جامعہ

حنفیہ اہل سنت بحرالعلوم مئو ناتھ بھنجن کے بانیین کہلاتے ہیں۔ آپ عالم باعمل، مدرس، شیخِ طریقت اور ولی کامل تھے۔ آپ بھی مئو سے ہجرت کرکے راجستھان چلے گئے، اور وہیں ۱۲ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۰۷ھ میں آپ کا وصال ہوا اور تدفین ہوئی۔

(۱۳۴ خلفائے اعلیٰ حضرت/ص:۲۲-۲۱)

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی حنیف خاں رضوی بریلوی

شیخ الحدیث والتفسیر مفتی حنیف خاں رضوی بریلوی مدظلہ العالی (بانی امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف، سابق صدر المدرسین جامعہ نوریہ بریلی شریف) جماعت اہل سنت کے مستند عالم اور متعدّد کتب کے مصنف ہیں۔ امام احمد رضا اکیڈمی سے انہوں نے درس نظامی کا مکمل سیٹ شائع کیا ہے، اور ان میں سے اکثر کتب پر خود ہی حواشی چڑھائے ہیں۔ رضویات کے میدان میں آپ نے گراں قدر خدمات انجام دی ہیں، آپ کا مرتب کردہ 50 جلدوں میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے رسائل کا مجموعہ بہ نام "رسائل رضویہ"، 10 جلدوں میں امام احمد رضا کی تقریبا 300 کتب سے ماخوذ تفاسیر اور احادیث کا مجموعہ بہ نام "جامع الاحادیث" اور امام صاحب کی حیات وخدمات سے متعلق 20 جلدوں پر مشتمل دائرۃ المعارف "جہان امام احمد رضا" اس پر شاہد ہیں۔ علاوہ ازیں 22 جلدوں میں فتاویٰ رضویہ [کامل] بھی آپ کے تخریجی کام کے ساتھ آپ ہی کی اکیڈمی سے شائع ہوا ہے۔ برصغیر کے ایک عظیم مترجم کتب احادیث

علامہ ابوالعلاء محمد محی الدین جہاں گیر حفظہ اللہ مترجم کتب احادیث ہیں۔ برصغیر میں آپ سے زیادہ کتب احادیث کا ترجمہ کرنے والا دوسرا مترجم میری نظر سے نہیں

گزرا۔ آپ کے تراجم کتب کی فہرست کہیں سے دست یاب نہ ہو سکی، اس لیے گوگل پر جتنی کتابیں ہاتھ لگی ہیں، ان کی فہرست نیچے پیش کر رہا ہوں، جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ موصوف نے کتنا عظیم کارنامہ انجام دیا ہے:

- ترجمہ و شرح صحیح بخاری المعروف بہ جمال السنہ
- ترجمہ صحیح مسلم شریف
- ترجمہ سنن ابوداؤد شریف
- ترجمہ سنن ابن ماجہ
- ترجمہ جامع ترمذی شریف
- ترجمہ سنن نسائی شریف
- ترجمہ جامع المسانید (مسانید الامام الاعظم)
- ترجمہ الموطا امام مالک
- ترجمہ و شرح الموطا امام محمد
- ترجمہ مسند الامام الشافعی
- ترجمہ المصنف عبدالرزاق
- ترجمہ سنن دارقطنی
- ترجمہ سنن درامی شریف

- ترجمہ صحیح ابن حبان
- ترجمہ صحیح ابن خزیمہ
- ترجمہ مسند الامام زید
- ترجمہ ریاض الصالحین

علاوہ ازیں مختلف موضوعات کی تقریبا نصف درجن کتب کے تراجم بھی راقم حروف کی نظر سے گزرے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

- ترجمہ انتخاب تفسیر جلالین و مشکوۃ المصابیح
- ترجمہ و تخریج مجمع الزوائد و منبع الفوائد
- ترجمہ الانتقاء
- ترجمہ الشریعة
- ترجمہ الابریز

استاذ الحفاظ قاری نذیر احمد ادروی

ولادت:

استاذ الحفاظ حافظ و قاری نذیر احمد صاحب ادروی علیہ الرحمہ راقم الحروف کے دادا (محمد احمد صاحب) کے بھائی اور معروف مصنف و مؤرخ شیخ الحدیث علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی حفظہ اللہ کے ماموں تھے۔ بہ قول میرے دادا کے آپ کی ولادت سنہ ۱۹۴۰ء کے آس پاس ہوئی۔ آپ کا سلسلۂ نسب یوں ہے: قاری نذیر احمد بن عبد الاحد بن عبد الصمد بن یار محمد علیہم الرحمہ۔ بچپن ہی میں آپ چیچک کا شکار ہوئے، جس کی وجہ سے آپ کے آنکھ کی روشنی چلی گئی۔

تعلیم:

چوں کہ آپ نابینا ہو چکے تھے، اس لیے مروجہ تعلیم حاصل کرنے کے بجائے آپ نے سیدھے حفظ قرآن کا آغاز کیا، قرآن پاک حفظ کرنے کے لیے آپ نے مدرسہ عربیہ رضویہ ضیاء العلوم ادری (ضلع مئو) میں داخلہ لیا۔ حافظ قرآن بننے کے بعد دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور کے شعبۂ قراءت میں داخلہ لے کر استاذ القراء قاری یحییٰ مبارک پوری علیہ الرحمہ کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے اور انہیں سے دورۂ قراءت کی تکمیل کی۔ اشرفیہ میں قیام کے دوران آپ مفسر قرآن شیخ الاسلام علامہ سید مدنی

میاں کچھوچھوی حفظہ اللہ جو ان دنوں اشرفیہ ہی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کے کمرے میں رہتے اور انہیں کے بستر پر سوتے بھی تھے۔

درس و تدریس:

اشرفیہ سے فراغت کے بعد آپ نے درس و تدریس کا آغاز کیا، شروع میں آپ مدرسہ اظہار العلوم جہاں گیر گنج (ضلع امبیڈکر نگر) میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے، اس کے بعد امبیڈکر نگر ہی کے ایک گاؤں نیواری میں بہ حیثیت مدرس تشریف لے گئے، نابینا ہونے کے باوجود ایام رمضان میں مختلف علاقوں میں جاکر تراویح بھی پڑھاتے رہے۔ قصبہ ادری کے اکثر سنی حفاظ آپ ہی کے پاس دورہ کرنے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ ادری کے معروف قاری، قاری منور صاحب ادروی حفظہ اللہ جو ہمارے دور میں مدرسہ عربیہ فیض القرآن ادری میں شعبۂ حفظ کے استاذ تھے؛ قاری نذیر احمد صاحب کے قابل ذکر تلامذہ میں سے ایک ہیں۔ علاوہ ازیں جہاں گیر گنج اور نیواری میں جتنے پرانے حفاظ ہیں ان میں سے زیادہ تر آپ ہی کے شاگرد ہیں۔ آپ نے تقریبا ۴۰-۴۵ سال تک تدریسی خدمات انجام دیں اور سیکڑوں حفاظ کرام پیدا کیے۔

بیعت:

خاندان کے دیگر علما مثلا استاذ الاساتذہ مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادروی اور شیخ

الحدیث مفتی ظہیر حسن ادروی علیہم الرحمہ کی طرح آپ بھی سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے۔

وصال:

یکم ذی قعدہ سنہ ۱۴۲۷ھ/ ۲۳ نومبر سنہ ۲۰۰۶ء بہ روز جمعرات بہ وقت ۱۰ بجے دن میں آپ کا وصال ہوا، آپ کی تدفین قصبہ ادری کے آبائی قبرستان میں ہوئی۔

علامہ سید احمد سریکوٹی (بانی: جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش)

علامہ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ اپنے وقت کے عالم اجل، نہایت متقی اور پرہیز گار شخص تھے۔ آپ ہری پور سے اٹھارہ میل مغرب کی جانب واقع موضع سریکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے قرآن پاک حفظ کیا اور اپنے علاقے کے جید فضلا سے تحصیل علم کیا۔ بعد ازاں دیوبند جاکر درس حدیث لیا، لیکن اس کے باوجود دیوبندی معتقدات و نظریات کا بڑی شدت سے رد فرماتے تھے اور مسلک حق اہل سنت و جماعت پر اخیر دم تک قائم و دائم رہے۔ تکمیل علوم کے بعد ایک عرصہ تک آپ افریقا کے شہر کیپ ٹاؤن، زنجبار اور ممباسہ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

وہاں سے واپس آنے کے بعد غوث زماں حضرت خواجہ عبد الرحمن چھوہروی قدس سرہ العزیز (بانی: دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور، ہزارہ) کے دست اقدس پر سلسلۂ عالیہ قادریہ میں بیعت ہوئے۔ سنہ ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء میں پھر تبلیغ دین کے لیے رنگون تشریف لے گئے اور مرکزی مسجد، مسجد ناخدا میں امام و خطیب مقرر ہوئے۔ آپ کی شخصیت اس قدر پرکشش تھی کہ وہاں کے لوگ جو شراب وکباب کے رسیا تھے؛ نہ صرف فسق و فجور سے تائب ہوگئے بلکہ نمازی اور تہجد گزار بن گئے۔

بنگلہ دیش کے مشہور و معروف شہر چاٹگام میں آپ نے جامعہ احمدیہ سنیہ قائم کیا،

اس جامعہ کی بنیاد رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ "میں نے اس کی بنیاد اعلیٰ حضرت [امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ] کے مسلک پر رکھی" ہے۔ علامہ سید احمد سریکوٹی کے قائم کردہ اس جامعہ نے خوب ترقی کی اور آج بنگلہ دیش میں اہل سنت وجماعت کے مرکزی دارالعلوم کی حیثیت سے دینی وملی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ۱۱ ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۰ھ میں علامہ سید احمد سریکوٹی علیہ الرحمہ کا وصال ہوا۔

(امام احمد رضا اور علمائے بنگلہ دیش/ص:۴۳۰-۴۵۲)

میری مرحومہ امی

میری والدہ ماجدہ کا نام واحدہ خاتون تھا۔ میرے اندازے کے مطابق سنہ ۱۹۷۵-۸۰ء کے درمیان آپ کی ولادت ہوئی ہوگی۔ آپ حاجی مختار (رحمت منزل، پہاڑ پورہ، مئو) اور عابدہ خاتون بنت حاجی عبد الرشید مرحوم (گھاسی پورہ، مئو) کی بیٹی تھیں۔ بانئ جامعہ اشرفیہ، حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ جب بھی مئو ناتھ بھنجن تشریف لاتے تو سیٹھ حاجی عبد الرشید رحمہ اللہ کے گھر ہی قیام فرماتے تھے۔ جب امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے مشہور و معروف فتاویٰ، "فتاویٰ رضویہ" کی اشاعت کا مرحلہ پیش آیا، اور اس کے لیے چندے کیے گئے تو حاجی عبد الرشید صاحب نے بھی اچھا خاصا مالی تعاون کیا، جس کا اعتراف بحر العلوم مفتی عبد المنان اعظمی محدث مبارک پوری علیہ الرحمہ نے فتاویٰ رضویہ کی اشاعت کی روداد میں یوں کیا ہے:

"مئو میں الحاج عبد الرشید صاحب زید کرمہ تنہا ایک بزرگ ہیں جنھوں نے بڑا حوصلہ بھی دیا، اور چندہ سے بھی مدد کی، مئو سے متّصل ادری ضلع اعظم گڑھ میں بھی چندہ کا کام ہوا۔.......[فتاویٰ رضویہ کے] مبیضہ کی ذمہ داری مولانا مفتی مجیب الاسلام ادروی [علیہ الرحمہ] نے قبول فرمائی۔" (فتاویٰ رضویہ [قدیم]/ج:۷/ص:۳-۴)

نوٹ: حاجی عبد الرشید اور مفتی مجیب الاسلام ادروی دونوں کے فرزند آپس میں سمدھی ہیں، جب کہ راقم الحروف کا تعلق مفتی مجیب الاسلام (بانی: جامعہ ضیاء العلوم ادری) کی خاندان سے ہے۔

میری امی نے ابتدا تا انتہا تعلیم مدرسہ اسلامیہ نسواں چاند پورہ (مئو) اور دار العلوم نسواں (مئو) میں حاصل کی۔ محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی مئوی علیہ الرحمہ بانیٔ جامعہ حنفیہ اہل سنت بحر العلوم کھیری باغ، مئو (سابق شیخ الحدیث جامعہ مظہر اسلام بریلی شریف، دار العلوم اشرفیہ مبارک پور) اور شیخ القراء مولانا قاری عثمان اعظمی علیہما الرحمہ نے بھی اسی دار العلوم مئو میں تعلیم حاصل کی تھی۔

میری امی پڑھنے لکھنے میں کافی اچھی تھیں، ہم دونوں بڑے بھائیوں کی طرح وہ بھی کلاس میں اکثر ٹاپ کرتی تھیں، شادی کے بعد بھی اکثر رسائل وغیرہ کا مطالعہ کیا کرتی تھیں، خاتون مشرق ان کا پسندیدہ ماہ نامہ تھا۔ ان کے توسط سے مجھے بھی ماہ نامے پڑھنے کا موقع میسر آیا، اور میں بھی مطالعے کا شوقین ہو گیا۔ جب میں ناظرہ قرآن کر رہا تھا، ان دنوں جب گھر پر سبق دہراتا اور جہاں کہیں بھی تلفظ کرنے میں غلطی ہوتی تو فوراً کچن میں بیٹھی بیٹھی ہی وہ لقمہ دے دیتی تھیں، حالاں کہ وہ قرآن کی حافظہ نہ تھیں۔

جب میں جامعہ عربیہ رضویہ ضیاء العلوم رضا نگر، ادری (مئو) سے نکل کر مدرسہ عربیہ فیض القرآن باغ، ادری میں داخل ہوا اور درجہ دو میں پہنچا تو کئی بار ہوم ورک امی

کی مدد لے کر کرتا تھا، اور بعض دفعہ تو وہ خود ہوم ورک کر دیا کرتی تھیں۔ یہی بات میرے چچازاد بھائیوں [جو میرے ہم درس تھے] کو دیکھی نہیں گئی اور ان لوگوں نے مدرسے میں جاکر شکایت کر دی، پھر کیا تھا؟ میرا تو ہوم ورک ملتا ہی تھا ساتھ میں میری امی کے لیے بھی ہوم ورک آنے لگا، اور یہ سلسلہ تب تک جاری رہا جب تک میں فیض القرآن میں زیر تعلیم رہا۔

میری امی بڑی سیدھی سادھی عورت تھیں، ان کو جتنے لوگ جانتے ہیں وہ اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں۔ اپنی امی کے ساتھ مجھے تیرہ سال کا عرصہ گزارنے کا موقع ملا، اس طویل عرصے میں میں نے کبھی ان کی زبان سے ایک بھی گالی نہیں سنی، ہاں وہ مجھے ضرور دیگر امیوں کی طرح کام چور اور بے حیا جیسے القاب و آداب سے نوازتی تھیں۔ اسی طرح دیگر عورتوں کی طرح گھومنے کی بھی شوقین نہیں تھیں، یہی وجہ تھی کہ بگل ہی میں ہمارے پھپیرے چچا کا گھر ہے، وہاں بھی ہم لوگ جب بہت ضد کرتے تو چھ سات مہینے پر جاتیں۔

ایک شادی شدہ عورت کو سب سے زیادہ کہیں جانے کی خواہش ہوتی ہے تو وہ ہوتا ہے اس کا مائکا۔ میری امی دوا لینے کے لیے پہاڑ پورہ تک چلی جاتیں یعنی جس محلے میں میری نانی کا گھر ہے، مگر ڈاکٹر سے دوا لینے کے بعد سیدھا گھر واپس چلی آتیں۔ ایسا نہیں تھا کہ میرے نانی کے گھر والے انہیں پسند نہیں کرتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ تو دولت کے

ساتھ ساتھ دل کے بھی اتنے امیر ہیں کہ وہ میری امی کی دوا کا خرچہ خود اٹھا سکتے تھے، مگر میری امی بڑی خود دار قسم کی عورت تھیں۔ کسی سے قرض لینے اور ادھار خریداری کرنے سے بھی وہ بہت دور بھاگتی تھیں، انہیں اس بات کا خوف رہتا تھا کہ اگر میں قرض ادا کرنے سے پہلے مر جاؤں اور میرے اہل خانہ اس قرض کو ادا نہ کر سکیں تو آخرت میں مجھے اس کا حساب دینا پڑے گا۔

ہم لوگ جس گھر میں رہتے ہیں اس کو بنوانے میں میرے ابو کا اور بنوانے کے لیے پیسہ کمانے میں خصوصا امی کا اہم کردار رہا، جب ہم نئے گھر میں آئے تو کچھ سال بعد ایک اور پاور لوم خریدا گیا، پاور لوم کو چالو کرنے کے لیے الگ سے دس ہزار روپیے کی اور ضرورت پیش آئی، امی نے اپنی بڑی بہن شاہدہ سے ادھار لیا۔ لیکن ساتھ ہی اپنا سونے کا کڑا یا جھمکا گروی رکھ دیا، اسی طرح گھر کے اگلے حصے پر جب کام ہو رہا تھا تو کچھ پیسے کی ضرورت پڑی تو اپنا چاندی کا ہار جس پر سونے کا رنگ چڑھا تھا بیچ دیا، سونے کے ساتھ ساتھ میری امی کے پاس بہت ساری چاندی بھی تھی، جس کی وجہ سے ہر سال اچھی خاصی زکات نکالنی پڑتی، امی نے چالاکی سے کام لیتے ہوئے اپنے تینوں چاندی کے پائل جو کافی وزنی تھے اپنی بڑی بہن خالدہ کو بیچ دیے، اس طرح گھر کا سامان گھر ہی میں رہا اور سونے کے ساتھ چاندی نہ ہونے کی وجہ سے زکات کم نکالنی پڑتی تھی اور ہے۔

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد تلاوت قرآن ان کا روزانہ کا معمول تھا۔ علاوہ ازیں لوم چلاتے وقت بھی اکثر قرآنی آیات پڑھتی رہتی تھیں۔ نعت و منقبت وغیرہ میں بھی ان کو تھوڑی بہت دل چسپی تھی۔ جب کبھی نانی کے یہاں انتکسشری ہوتی تو میں اور میری امی ایک طرف اور باقی پورا ننہال ایک طرف رہتا تھا۔ ہم دونوں ہر دم ان پر بھاری پڑجاتے۔ ایک تو وہ لوگ سنی نہیں ہیں، اس لیے نعت وغیرہ ان کو آتی ہی نہیں تھی صرف گانے آتے تھے اس لیے وہ لوگ اس میچ میں صرف گانے ہی گاتے جب کہ میں نے بچپن ہی سے نعتیں سنی اور پڑھی ہیں، اور امی نے بھی یہاں آکر بہت سارے نعتیہ اشعار حفظ کر لیے تھے۔ جس میں ایک یہ:

نور والا آیا ہے نور لے کر آیا ہے
سارے عالم میں یہ دیکھو کیسا نور چھایا ہے
اصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ
اصلاۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ ﷺ......!!

اور دوسرا ہمارے محلے میں عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ایک شاعر درج ذیل کلام پڑھ کر گیا تھا، جسے وہ بڑے ترنم کے ساتھ پڑھتی تھیں۔

رہیے کسی بھی حال میں چرچا نہ کیجیے
خود کو کسی کے سامنے رسوا نہ کیجیے

گھر میں ضرور لائیے بیٹی غریب کی
لیکن کسی غریب کا سودا نہ کیجیے
جس سے کسی یتیم کو ملتی ہوں روٹیاں
ایسی کسی زمین پہ قبضہ نہ کیجیے

جب میں درجہ نو میں گیا تو اس وقت میری عمر +۱۳ سال تھی۔ ہمیشہ کی طرح میں ہی امی کو علاج کرانے کے لیے ڈاکٹر کے پاس لے کر گیا۔ چوں کہ اس بار ان کی طبیعت کافی بگڑ چکی تھی، اس لیے نانی کے گھر ہی رکنا پڑا۔ اس لیے میں بھی کئی دن تک وہیں رہا، پھر امی نے کہا کہ تم گھر جاؤ نہیں تو تمھاری پڑھائی کا نقصان ہو گا۔ اس لیے میں واپس چلا آیا، بعد نماز مغرب ۱۹ محرم الحرام سنہ ۲۰۱۴ء کی شام کو میرا چھوٹا بھائی جو اس وقت تقریباً ۴ سال کی عمر کا تھا، "امی جھوں "یعنی امی کے پاس جاؤں گا۔ کہہ رہا تھا۔ میں نے اسے تسلی دی کہ امی کل آجائیں گی۔

اسے بہلانے پھسلانے کے لیے میں اسے گود میں لے کر ٹہلنے نکل گیا۔ ٹہلتے ٹہلتے روڈ پر آگیا۔ اس نے آٹو رکشہ کو دیکھتے ہی کہا کہ چل اس پر بیٹھ کر نانی کے گھر چلا جا! میرا بھی من کر رہا تھا کہ نانی کے گھر چلا جاؤں، مجھے بھی وہ رات بڑی عجیب لگ رہی تھی، مجھے بھی محسوس ہو گیا تھا کہ میری والدہ کی یہ آخری شب ہے۔ پر ابو کو بتائے بغیر تو نہ جا سکتے تھے۔ اور اتنی رات گئے مئو کی طرف سواری بھی بہت کم جاتی تھی۔ خیر! دیگر راتوں

کی طرح یہ رات بھی کسی طرح گزر گئی، صبح ہوئی تو میں نے دکان کھول دی۔ کچھ دیر بعد ابو کے موبائل پر امی کے انتقال کی خبر آئی۔ پر ابو کو ہمت نہ ہو رہی تھی کہ وہ ہمیں یہ خبر سنا سکیں۔ مگر تھوڑی دیر بعد میری امی کی خالہ زاد بہن جو محلے ہی میں رہتی ہیں: آئیں اور گلے سے لگا کر رونے لگیں، اتنے ہی میں میری چھوٹی پھوپھی تبسم [جو امی کے انتقال کے بعد نو مہینے تک ہمارے گھر آکر گھر کا سارا کام کی تھیں] بھی آگئیں اور کہنے لگیں "ہائے رے مورے لئکن یتیم ہو گئن" تب مجھے سارا ماجرا سمجھ میں آگیا۔

اب معاملہ تدفین کا آیا تو امی کی خواہش تھی کہ میں اپنے ابا کے پاس دفن ہوؤں، کیوں کہ وہ اپنے والد کی چہیتی بیٹی تھیں۔ اور ابو بھی وہیں تدفین کرنے پر راضی ہو گئے تاکہ بچوں کا ننہال سے رشتہ بنا رہے۔ مولانا محمد جعفر صادق اعظمی حفظہ اللہ (استاذ جامعہ ضیاء العلوم ادری) نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جب میری امی کے جسد خاکی کو قبر میں اتارا جارہا تھا تو وہ سارا منظر میرے ابو نے میرے چھوٹے بھائی کو دکھا دیا، اور بتا دیا کہ امی اس میں دفن ہو گئیں ہیں تاکہ آئندہ امی کے پاس جانے کی ضد مت کرنا۔ واقعی میں میرے ابو نے اس مقام پر آکر بڑی ہمت اور حکمت سے کام لیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج ننہال کا رشتہ بھی بچا ہے اور چھوٹا بھائی امی کے پاس آج تک جانے کا نام تک نہیں لیا ہے۔

علامہ صدر الوریٰ مصباحی سے ایک انوکھی ملاقات!

کچھ سال پہلے عرس حافظ ملت کے موقع پر جامعہ اشرفیہ مبارک پور (اعظم گڑھ) جانا ہوا، میرے ساتھ میرا چچازاد بھائی غلام سرور بھی تھا، اسے جبہ خریدنا تھا، خیر جب ہم لوگ وہاں پہنچے تو بانئ جامعہ اشرفیہ حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی ثم مبارک پوری رحمہ اللہ کے مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے کے بعد "عزیز المساجد" میں جاکر بیٹھ گئے۔ میں تو ٹھہرا چلبلا اور شوخ مزاج؛ یہی وجہ ہے کہ میں کسی ایک جگہ پر زیادہ دیر تک نہیں ٹکتا، اس لیے غلام سرور کو وہیں چھوڑ کر میں گھومنے نکل گیا۔

گھومتے گھومتے میں امام احمد رضا لائبریری کے سامنے لگنے والے کتاب میلے میں پہنچ گیا، اسی میلے کے مشرقی جانب ایک صاحب جبہ کی دکان لگائے ہوئے تھے۔ ایک مولانا صاحب ایک یا دو بچوں کو اپنے ساتھ لیے ہوئے اس دکان پر آئے اور جبہ خریدنے لگے، میں وہیں پر کھڑا ہو گیا تاکہ جبے کی قیمت معلوم ہو جائے، دس پندرہ منٹ بعد مولانا صاحب نے ایک جبہ پسند کیا، جب قیمت ادا کرنے کا وقت آیا تو مولانا صاحب نے دکان دار سے جبے کی قیمت پوچھی، دکان دار نے جبے کو پیک کر دیا اور مولانا صاحب کو تھماتے ہوئے کہا کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں بس دعاؤں میں یاد

رکھیے گا۔

مولانا صاحب بغیر قیمت ادا کیے جبہ لینے کو تیار نہیں تھے، مگر دکان دار اتنی عقیدت و محبت سے دے رہا تھا کہ وہ اسی طرح لے جانے پر مجبور ہو گئے، مولانا صاحب تو جبہ لے کر چلے گئے لیکن مجھے جبے کی قیمت معلوم نہ ہو سکی، اوپر سے بیس پچیس منٹ یوں ہی نکل گیا، چوں کہ مجھے خود جبہ نہیں خریدنا تھا اس لیے میں نے دکان دار سے جبوں کی قیمت پوچھنا مناسب نہیں سمجھا اور آگے بڑھ گیا۔ جب میں نے یہ بات بعد میں غلام سرور کو بتائی تو اس نے میرا خوب مذاق اڑایا۔

خیر وقت گزرتا گیا.... ایک دن فیس بک چلاتے چلاتے میری نظر ایک فیس بک پیج پر پڑی جس میں انہی مولانا صاحب کی تصویر تھی اور پیج کا نام تھا "مفتی صدر الوریٰ قادری مصباحی"۔ میں نے دل ہی دل میں کہا اچھا! تو یہ بات ہے! در اصل علامہ صدر الوریٰ (ولادت: سنہ ۱۹۷۲ء بہ مقام مہندوپار ضلع سنت کبیر نگر، یو۔پی۔) کو میں پہلے سے ہی جانتا تھا لیکن میں نے کبھی ان کی زیارت نہیں کی تھی۔ ویسے علامہ صدر الوریٰ صاحب جامعہ اشرفیہ کے سینئر اساتذہ میں سے ہیں، جامعہ اشرفیہ سے قبل چھ سال تک آپ نے جامعہ امجدیہ گھوسی (مئو) میں بھی درس و تدریس کے فرائض انجام دیے ہیں۔

آپ ایک بہترین مدرس، محدث، محقق اور مصنف ہیں۔ خصوصاً علم حدیث کے

موضوع پر آپ نے گراں قدر خدمات انجام دیں ہیں۔ تعلیقات علی جامع الترمذی، التنبیہ المسدد علی مافی التعلیق المجد، تذکار الحکمۃ حاشیہ علی ھدایۃ الحکمۃ، جمع الفرائد بانارۃ شرح العقائد، تحقیق و تخریج لمعات التنقیح فی شرح مشکوہ المصابیح، قواعد المنطق، شرح حواشی القطبی للسید الشریف علی بن محمد بن علی الجرجانی، منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین (عربی ترجمہ)، شان رسالت اور تصغیر، نبذ من الفوائد الحدیثیہ و تعریبھا من الفتاویٰ الرضویہ ،اصول جرح و تعدیل آپ کی تصنیفات و تالیفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ علامہ صدر الوریٰ مصباحی کے علم و عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے، آمین۔

مؤرخ اسلام علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی

مؤرخ اسلام علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی دامت برکاتہم العالیہ مدینۃ العلماء قصبہ گھوسی ضلع مئو میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سے لے کر صحیح بخاری تک کا درس جامعہ شمس العلوم گھوسی میں حاصل کیا۔ اور اب ایک طویل عرصے سے اسی جامعہ میں منصب شیخ الحدیث پر فائز ہیں۔ نیز وہ شمس العلوم کے محسنین اور نشاۃ ثانیہ کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ اپنے شاگردوں کو صرف دینی مدارس تک ہی محدود نہیں رکھتے بلکہ انہیں عصری درس گاہوں میں بھی بھیجتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان کے تلامذہ کی فہرست میں علما کے علاوہ ڈاکٹرز اور پروفیسرز کی بھی ایک بڑی تعداد موجود ہے۔ وہ جماعت اہل سنت کے ایک خاموش ترجمان ہیں۔ نیز فروعی اختلاف سے خود کو کافی دور رکھتے ہیں۔ وہ اردو اور فارسی کے مستند ادیب ہیں۔ تقریبا نصف درجن اہم فارسی کتب کا انہوں نے ترجمہ کیا ہے۔ جس میں "بحر زخار" کا اردو ترجمہ کافی مشہور ہے۔

آپ تقریبا چالیس کتب کے مصنف ہیں۔ آپ کی تصانیف میں سب سے زیادہ شہرت و مقبولیت "محدثین عظام کی حیات و خدمات" کو حاصل ہوئی۔ اس کے متعدّد ایڈیشن پاک و ہند میں شائع ہو چکے ہیں۔ چوں کہ وہ میرے دادا کے سگے بھانجے ہیں، اس لیے جب دادا کے ساتھ ان سے ملاقات کرنے ان کے گھر گیا، اور محدثین عظام کا

تذکرہ چھڑا تو میں نے عرض کیا کہ حضرت! اس کتاب کا تو پاک و ہند میں درجن کے آس پاس ایڈیشن شائع ہو چکا ہے، موصوف نے فرمایا کہ جو ایڈیشن ہمارے یہاں سے شائع ہوا ہے، بس اسی کا علم ہے، بقیہ کا نہیں۔ اس سے معلوم چلتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو بس کام سے مطلب ہے، نام اور مال سے نہیں، بلکہ انہوں نے اپنی ابتدائی کتب خود کے پیسے سے شائع کرائی تھیں۔

آپ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ زیادہ تر اسی موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں، جس موضوع پر جماعت کی جانب سے کوئی خاص کام نہ ہوا ہو۔ ویسے میں نے بھی ڈاکٹر صاحب ہی کی کتب پڑھ کر لکھنے اور عنوان کا انتخاب کرنے کا طریقہ سیکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ وہ جب کسی سے ملنے جاتے ہیں تو اپنے ساتھ اپنی نئی کتاب بہ طور تحفہ ضرور لے کر جاتے ہیں۔ وہ ایک قادر الکلام شاعر بھی ہیں۔ آج ان کی حیات و خدمات پر لکھی گئی نصف ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل کتاب "حیات مؤرخ اسلام" کا مطالعہ کر رہا تھا تو اس میں ڈاکٹر صاحب کی لکھی گئی نعتیں، منقبتیں اور غزلیں پڑھنے کو ملیں۔ غزلوں کے جو اشعار مجھے کافی پسند آئے، انہیں نیچے پیش کر رہا ہوں۔

کمی نہیں ہے خلوص و وفا کی دنیا میں
شعور چاہیے انساں کو دوستی کے لیے

مٹایا جائے ہمارا نشاں ہی گلشن سے
ہمیں فضاے چمن کو بھی سازگار کریں
ہے جذبۂ تعمیر اگر دل میں تمہارے
اجڑے ہوئے شہروں کو بسا کیوں نہیں دیتے
احساس مروت کا تو کرتے ہیں وہ چرچا
پھر درد محبت کی دوا کیوں نہیں دیتے
کہتے ہوئے شرماتے نہیں آج مسلماں
اسلاف کی تاریخ کو فرسودہ روایات
کیوں بیٹھ کے کرتے ہو زمانے کی شکایت
کیوں اٹھ کے بدل دیتے نہیں صورت حالات
پہلے یہ زمیں اپنی ذرا مل کے سنوارو
پھر جا کے بسو اہل زمیں شمس و قمر میں
ہزار جلتی رہی شمع فکر و فن لیکن
جو کور دل تھے انہیں پھر بھی روشنی نہ ملی

امام اہل سنت سے متعلق قصبہ ادری کے مصنفین کی تصنیفات وتالیفات

امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز سے متعلق نصف ہزار سے زائد کتب [۱] لکھی گئیں اور درجن سے زائد نمبرز [۲] شائع ہوئے۔

قصبہ ادری جو کہ اتر پردیش کے مشرقی ضلع مئو کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے، یہاں کے مصنفین نے بھی امام احمد رضا کی حیات وخدمات کے تعلق سے تقریبا نصف درجن کتب (امام احمد رضا اور تحریکات جدیدہ، امام احمد رضا اور رد بدعات ومنکرات، امام احمد رضا کی محدثانہ عظمت، امام احمد رضا کے وصایا پر اجمالی نظر، شیخ سرہندی اور محدث بریلوی [ہندی]) [۳] لکھیں، علاوہ ازیں ماہ نامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کے اعلیٰ حضرت نمبر (سنہ ۱۹۶۲ء) [۴] اور ماہ نامہ حجاز جدید دہلی کے امام احمد رضا نمبر [۵] کے مدیرین/مرتبین کا تعلق بھی اسی قصبہ ادری سے ہے۔

اول الذکر نمبر بانئ مدراس کثیرہ مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادروی علیہ الرحمہ (بانی: جامعہ عربیہ ضیاء العلوم ادری) اور آخر الذکر نمبر مصنف کتب کثیرہ علامہ یٰسین اختر مصباحی ادروی حفظہ اللہ (بانی: دار القلم دہلی) نے مرتب کیا تھا۔

حواشی

۱۔ اہل سنت کتاب گھر کی فیس بک وال پر یہ ساری کتب پی ڈی ایف لنک کے ساتھ موجود ہیں۔

۲۔ تصانیف امام احمد رضا/ص:۵۴

۳۔ قصبہ ادری اور اہل سنت/ص:۲۶-۲۸

۴۔ ماہ نامہ المیزان ممبئی کا امام احمد رضا نمبر/ص:۳۲۶

۵۔ تصانیف امام احمد رضا/ص:۵۴

بندہ کام بھی تو کرتا ہے!

مولانا غلام نبی عزیزی ادروی حفظہ اللہ کا تعلق راقم الحروف کے قصبہ ادری ضلع مئو سے ہے۔ آپ مدرسہ عربیہ فیض القرآن ادری اور مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم و کلیۃ الصالحات ادری کے بانی اور آخر الذکر مدرسے کے مہتمم ہیں۔ الحمد للہ! یہ دونوں مدارس بہ حسن و خوبی تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ کچھ سال پہلے تک مولانا صاحب کو اہل ادری "مولوی چندہ" کہہ کر پکارتے تھے، جس میں اب کافی گراوٹ آ چکی ہے۔ لیکن مولانا صاحب نے مخالفین کی پرواہ کیے بغیر حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ (بانی: جامعہ اشرفیہ مبارک پور) کے اس قول "ہر مخالفت کا جواب کام ہے" پر عمل کیا، اور کام کرتے رہے۔ آج ادری والے ہی ان کے عظیم کارناموں کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ وہ سارا کام دھندہ چھوڑ کر مدرسے کے لیے دن رات چندہ کرتے رہتے ہیں، اگر اس میں سے کچھ (مختتانہ) کھالیں تو کیا حرج ہے؟ بندہ کام بھی تو کرتا ہے۔

علامہ فیض احمد اویسی کے بنائے ہوئے دو اہم ریکارڈز

● مفسر اعظم پاکستان علامہ فیض احمد اویسی رضوی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ تین ہزار سے زائد کتب کے مصنف ہیں، برصغیر میں شاید ہی کوئی دوسرا اتنی زیادہ کتابوں کا مصنف گزرا ہوگا۔

● علامہ اویسی نے قرآنیات کے میدان میں بھی بے مثال خدمات انجام دی ہیں، اس فیلڈ میں بھی برصغیر میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اس باب میں آپ کی تصانیف و تراجم درج ذیل ہیں:

۱۔ فیوض الرحمن ترجمہ روح البیان (۱۵ جلدیں)

۲۔ تفسیر اویسی (۱۵ جلدیں)

۳۔ فضل المنان فی تفسیر آیات القرآن (۱۰ جلدیں)

۴۔ فیض القرآن فی ترجمۃ القرآن (۵ جلدیں)

۵۔ فیض الرسول فی اسباب النزول (۱۰ جلدیں)

۶۔ تفسیر بالرائے (تین حصے)

جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے شیوخ الحدیث، نائب شیوخ الحدیث اور ان کے عرفی نام

سابق شیوخ الحدیث:-

● حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ: حافظ صاحب

● بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی محدث مبارک پوری علیہ الرحمہ: مفتی بحرالعلوم

● محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری اعظمی مدظلہ العالی: علامہ صاحب

● محدث جلیل علامہ عبدالشکور مصباحی بہاری مدظلہ العالی: دادا

سابق نائب شیوخ الحدیث:-

● استاذ المحدثین محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی مئوی علیہ الرحمہ: محدث صاحب / محدث اعظمی

● محقق فتاویٰ رضویہ علامہ عبدالرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ: حافظ جی

موجودہ شیخ الحدیث:-

● سراج الفقہاء مفتی نظام الدین مصباحی کُشی نگری مدظلہ العالی: مفتی صاحب

سمستھا جمعیۃ العلماء اور دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی کیرالا

کل 25 جون کو دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی کیرالا نے اپنا 36 واں یوم تاسیس منایا۔ اور آج 26 جون کو کیرالا کے مسلمانوں کی سب سے بڑی تنظیم سمستھا جمعیۃ العلماء کا 96 واں یوم تاسیس ہے۔ مفتی مذاہب اربعہ مولانا شہاب الدین احمد کویا شالیاتی شافعی رحمہ اللہ (تلمیذ و خلیفہ: امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ) سمستھا کے اہم رکن تھے۔ بعد میں دیگر تنظیموں کی طرح یہ تنظیم بھی شخصیاتی اختلاف کا شکار ہوئی، اور دو بڑے گٹ (ای۔ کے۔ گروپ اور اے۔ پی۔ گروپ) میں تقسیم ہوگئی۔ ای۔ کے۔ گروپ کے سربراہ مولانا شہاب الدین احمد کویا شالیاتی کے شاگرد شمس العلماء ای۔ کے۔ ابوبکر مسلیار شافعی رحمہ اللہ (سابق پرنسپل جامعہ نوریہ ملاپورم، کیرالا) تھے اور موجودہ سربراہ سید جفری تنگل حفظہ اللہ ہیں۔ اے۔ پی۔ گروپ کے سربراہ خلیفۂ تاج الشریعہ اے۔ پی۔ ابوبکر مسلیار شافعی حفظہ اللہ (بانی: جامعہ مرکز الثقافۃ السنیہ کالی کٹ، مرکز نالج سٹی کالی کٹ) ہیں۔ ویسے اب یہ دونوں گٹ قریب آنے لگے ہیں، اور ایک دوسرے کے ساتھ کبھی کبھی اسٹیج شیئر کرتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ ویسے دارالہدیٰ کا تعلق ای۔ کے۔ گروپ سے ہے۔ اس ادارے کے تقریباً نصف درجن کیمپس بیرون کیرالا میں موجود ہیں۔ دارالہدیٰ میں مفت میں

معیاری دینی اور عصری تعلیم دی جاتی ہے اور رہائش وغیرہ سب مفت۔ اللہ تعالیٰ اس ادارے کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے، اور مسلک اہل سنت پر قائم و دائم رکھے، آمین۔

چند ممتاز ہندوستانی مبلغین اسلام

ماضی قریب کی چند وہ ہندوستانی شخصیات جنھوں نے بڑے پیمانے پر دعوت و تبلیغ کا کام کیا۔ ان میں سے اکثر مبلغین اسلام ایسے ہیں، جن کے دست مبارک پر ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ کمال کی بات یہ بھی ہے کہ ان میں سے اکثر مبلغین مبلغ ہونے کے ساتھ ساتھ مناظر بھی تھے، اور اہل باطل سے کئی کامیاب مناظرے بھی کیے۔ ساتھ ہی ساتھ سب تعمیری فکر رکھتے تھے، اور اپنے پیچھے کئی یادگار تعمیری کام چھوڑ کر گئے، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو قبول فرمائے، اور ان کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے، آمین۔

۱۔ علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (خلیفہ: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ)

۲۔ مولانا سید غلام قطب الدین برہم چاری چشتی علیہ الرحمہ (خلیفہ: اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ)

۳۔ شیخ احمد دیدات شافعی علیہ الرحمہ (متاثر: علامہ رحمت اللہ کیرانوی، علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہما الرحمہ)

۴۔ امام شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ (رکن بانی: ورلڈ اسلامک مشن،

دعوت اسلامی)

۵۔ڈاکٹر حمید اللہ نظامی حیدر آبادی علیہ الرحمہ (صاحب خطبات بہاول پور)

٦۔ علامہ ارشد القادری بلیاوی علیہ الرحمہ (رکن بانی: ورلڈ اسلامک مشن، دعوت اسلامی، سنی دعوت اسلامی)

۷۔ڈاکٹر فضل الرحمن انصاری قادری علیہ الرحمہ (بانی: جامعہ علیمیہ اسلامیہ کراچی)

ہم نام سنی اور غیر سنی شخصیات

● ابوالحسنات علامہ عبد الحیٔ لکھنوی فرنگی محلی علیہ الرحمہ اہل سنت کے عظیم مدرس، محدث، فقیہ اور مصنف تھے۔ جب کہ حکیم عبد الحیٔ لکھنوی "نزھۃ الخواطر" کے مصنف اور وہابی تھے۔

● مرزا غلام قادر بیگ لکھنوی ثم بریلوی علیہ الرحمہ (متوفیٰ: ۱۹۱۷ء) امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے استاذ تھے، جب کہ مرزا غلام قادر قادیانی (متوفیٰ: ۱۸۸۳ء) مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی اور دینا نگر کے معزول تھانے دار تھے۔

● امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ چودھویں صدی ہجری کے مجدد، بلند پایہ فقیہ، مفسر، محدث اور مصنف کتب کثیرہ تھے۔ جب کہ مولانا احمد رضا بجنوری دیوبندی مسلک کے عالم اور "انوار الباری اردو شرح صحیح البخاری" کے مصنف تھے۔

● مولانا خلیل خان قادری برکاتی علی گڑھی علیہ الرحمہ مفسر، محدث، مدرس، فقیہ اور مصنف کتب کثیرہ تھے، "سنی بہشتی زیور" کے مصنف آپ ہی ہیں، جو بہت سے سنی نسواں میں داخل نصاب بھی ہے۔ جب کہ مولانا خلیل احمد بجنوری کو فرقۂ بجنوریہ کا بانی کہا جاتا ہے۔

● مولانا حبیب الرحمن قادری اڑیسوی علیہ الرحمہ (سابق صدر مدرس مدرسہ

سبحانیہ الہٰ آباد) جید سنی عالم، مدرس، مناظر اور واعظ تھے۔ جب کہ مولانا حبیب الرحمن اعظمی دیوبندی مسلک کے محدث تھے۔ مئوناتھ بھنجن میں دیوبندیت پھیلانے میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا۔

● محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی مئوی علیہ الرحمہ بانی مدرسہ حنفیہ اہل سنت بحرالعلوم مئوناتھ بھنجن اپنے وقت کے مشہور و معروف شیخ الحدیث تھے، جنہوں نے درس وتدریس کا آغاز ہی دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور میں منصب نائب شیخ الحدیث پر فائز ہوکر کیا، اور تاحیات مختلف جامعات میں شیخ الحدیث رہے۔ جب کہ مولانا ثناء اللہ امرت سری غیر مقلدین حضرات کے بلند پایہ عالم، مناظر، مفسر اور مصنف تھے، فتاویٰ ثنائیہ اور تفسیر ثنائیہ آپ کی یادگار تصانیف ہیں۔

● مولانا مفتی شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ پاکستان کے اکابر سنی علما میں سے ایک تھے، سیرت کے موضوع پر آپ نے ایک اہم کتاب "ذکر جمیل" تصنیف فرمائی۔ جب کہ مفتی شفیع عثمانی مفتی تقی عثمانی کے والد اور مفسر قرآن تھے۔

صحیحین پر برصغیر کے علماے اہل سنت کی خدمات

● حاشیہ صحیح بخاری: امام محمد بن طاہر پٹنی علیہ الرحمہ
● حاشیہ صحیح مسلم: امام محمد بن طاہر پٹنی علیہ الرحمہ
● صحیح البخاری بحاشیۃ الامام السندی: علامہ ابوالحسن کبیر ٹھٹھوی المعروف بہ علامہ سندھی علیہ الرحمہ
● حاشیہ صحیح مسلم: علامہ ابوالحسن کبیر ٹھٹھوی علیہ الرحمہ
● تیسیر القاری شرح صحیح البخاری: شیخ نور الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
● شرح صحیح مسلم: شیخ نور الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ
● حاشیۃ البخاری: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ
● حاشیہ صحیح مسلم: امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ
● حاشیہ صحیح بخاری: علامہ سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ
● حاشیہ صحیح مسلم: علامہ سردار احمد قادری چشتی علیہ الرحمہ
● الفیض الجاری شرح صحیح البخاری: علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ
● ترجمہ مسلم شریف مع مختصر حاشیہ: علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ

- نعمۃ الباری شرح صحیح البخاری: علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ
- شرح صحیح مسلم: علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ
- شرح صحیح بخاری المعروف بہ جمال السنہ: علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہاں گیر حفظہ اللہ
- ترجمہ صحیح مسلم: علامہ ابو العلاء محمد محی الدین جہاں گیر حفظہ اللہ
- شرح صحیح بخاری: علامہ لیاقت علی رضوی حفظہ اللہ
- شرح صحیح مسلم: علامہ لیاقت علی رضوی حفظہ اللہ

برصغیر کے ہم نام سنی مفسرین اور مفسرات

- ملا احمد جیون امیٹھوی علیہ الرحمہ (تفسیرات احمدیہ)
- مولانا قاری احمد پیلی بھیتی علیہ الرحمہ (تفسیر قرآن مجید)
- علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ (تفسیر عزیزی)
- علامہ عبد العزیز پرہاروی علیہ الرحمہ (السلسبیل فی تفسیر التنزیل)
- مولانا حشمت علی رضوی بریلوی علیہ الرحمہ (تفسیر رضوی)
- مولانا حشمت علی خان لکھنوی علیہ الرحمہ (تفسیر حشمتی)
- علامہ غلام رسول رضوی محدث امرت سری علیہ الرحمہ (تفہیم القرآن)
- علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ (تبیان القرآن، تفسیر تبیان الفرقان)
- بی بی رقیہ بنت علامہ عبد الحق خیر آبادی علیہا الرحمہ (تفسیر طیبات بینات)
- سیدہ رقیہ محمود کاظمیہ قادریہ علیہا الرحمہ (تفسیر رقیہ)

قانون شریعت (شافعی)

اس کتاب کے مؤلف مولانا طارق انور مصباحی حفظہ اللہ ہیں؛ جو جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے فاضل اور متعدّد کتب کے مصنف ہیں۔ آپ "قانون شریعت" کے مؤلف شمس العلماء قاضی شمس الدین جون پوری علیہ الرحمہ (تلمیذ: صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ مصنف بہار شریعت) کے شاگرد ہیں۔ جس طرز پر شمس العلماء نے فقہ حنفی کی انسائیکلوپیڈیا قانون شریعت کو ترتیب دیا؛ ٹھیک اسی طرز پر مولانا طارق انور مصباحی صاحب نے بھی فقہ شافعی کا اردو زبان میں مختصر مگر جامع دائرۃ المعارف "قانون شریعت (شافعی)" مرتب کیا۔

اردو زبان میں فقہ شافعی کی آسان کتابیں بہت کم ہیں، اس لیے ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو آسان بھی ہو اور تمام ضروری مسائل پر مشتمل ہو، اسی وجہ سے یہ کتاب مولانا طارق انور صاحب کے قلم سے معرض وجود میں آئی، جو کہ اردو داں شوافع کے لیے بہت مفید ہے، نیز جو حنفی حضرات حنفی فقہ کے علاوہ فقہ ثلاثہ کو پڑھنے کے شائقین ہیں ان کے لیے بھی اس قسم کی تصنیف بہت مفید ہے۔ مولانا طارق انور صاحب کی یہ کتاب دار العلوم محمدیہ شافعیہ شیرور ضلع اڈپی (کرناٹک) سے سنہ ۱۴۳۶ھ/ سنہ ۲۰۱۵ء کو عید میلاد النبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے موقع پر شائع ہوئی۔

مولانا طارق انور مصباحی صاحب کی ولادت ۵ جون سنہ ۱۹۷۸ء کو موضع بھنور ضلع نوادہ (بہار) میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد مولانا عبد الشکور رضوی بھی شمس العلماء کے شاگرد تھے۔ مولانا طارق انور مصباحی صاحب جنوبی ہند کے کئی جامعات مثلا شاہ جماعت عربک کالج ہاسن (کرناٹک)، دارالہدیٰ اسلامک یونیورسٹی ملاپورم (کیرالا) اور جامعہ سعدیہ کاسرگوڈ (کیرالا) میں تدریسی خدمات انجام دے چکے ہیں، فی الحال اپنے صوبہ بہار ہی میں درس و تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ

ولادت:

علامہ عبدالحکیم اختر شاہ جہاں پوری علیہ الرحمہ مذہباً حنفی اور مشرباً نقش بندی مجددی تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ آپ کسی علمی گھرانے کے چشم و چراغ نہیں بلکہ ایک صاحب دل زمیں دار کے فرزند تھے۔ آپ شہرت سے بہت دور بھاگتے تھے شاید ہی کسی نے آپ کو اسٹیج پر دیکھا ہو۔ گم نامی کی زندگی بسر کرنا، قناعت کے ساتھ جینا اور چند روزہ زندگی کو اعلاے کلمۃ الحق کے لیے وقف کر دینا ہی آپ کی سوانح حیات ہے۔

بیعت و خلافت:

آپ مفتی اعظم دہلی مفتی مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمہ سے "سلسلۂ عالیہ نقش بندیہ مجددیہ" میں بیعت تھے۔ علاوہ ازیں علامہ شاہ جہاں پوری کو شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی اعظمی علیہ الرحمہ سے اجازت و خلافت بھی حاصل تھی۔

قلمی دنیا میں آمد:

سنہ ۱۹۶۲ء میں علامہ شاہ جہاں پوری پوری طرح قلمی میدان میں آئے اور انتھک محنت اور خداداد صلاحیتوں کے باعث آپ اس دیار عشق میں اپنا مقام پیدا کرتے چلے

گئیے۔ اور آج پاک و ہند کا شاید ہی کوئی صاحب علم سنی ہوگا جو قلمی کارناموں کی روشنی میں انہیں نہیں جانتا ہو بلکہ حق تو یہ ہے کہ ماہر رضویات ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقش بندی اور علامہ شاہ جہاں پوری علیہا الرحمہ نے اپنے اپنے انداز میں سنی قلم کاروں کو کام کرنے کا ڈھنگ، ولولہ، شعور اور عشق دیا ہے۔

مجلس رضا لاہور:

سنہ ۱۹۶۶ء کے اوائل تک مرکزی مجلس رضا لاہور کے اندر صرف حکیم اہل سنت حکیم موسیٰ امرت سری علیہ الرحمہ تھے۔ یا محترم محمد عارف قادری رضوی ضیائی، اراکین مجلس کو کام کرنے والے اور سنی قلم کاروں کی اشد ضرورت تھی۔ حکیم صاحب کو مفتی غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمہ کی معرفت یہ پتہ لگا کہ لاہور ہی کہ مضافات میں اختر شاہ جہاں پوری نامی کوئی سنیت کا درد رکھنے والا اور صاحب قلم شخص ہے۔ ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۶۸ء کو حکیم صاحب نے علامہ شاہ جہاں پوری کے نام خط لکھا اور چند روز میں دونوں حضرات کی ملاقات ہو گئی۔ پہلی ملاقات ہی میں مجلس رضا لاہور کے اراکین کی تعداد تین ہو گئی۔ اور علامہ شاہ جہاں پوری مجلس رضا کے جنرل سیکریٹری مقرر ہوئے۔ علامہ شاہ جہاں پوری جب تک مجلس رضا میں رہے سارا علمی اور قلمی کام ماسوائے خطوط نویسی کے وہی کرتے تھے۔ اور خوب والہانہ انداز سے کرتے تھے۔

علامہ شاہ جہاں پوری سنہ ۱۹۶۲ء سے سنہ ۱۹۶۸ء تک مضامین لکھتے اور مسلک اہل

سنت کی حقانیت کو اجاگر کرتے رہے۔ آپ چھ سالوں میں اپنے مضامین کے ذریعے اپنے قلم کی سحر کاری کا لوہا منوانے کے بعد تصنیف و تالیف کی جانب متوجہ ہو گئے۔ چناں چہ سب سے پہلے امام احمد رضا محدث بریلوی پر لکھا اور اتنا لکھا کہ لکھتے چلے گئے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ پر جتنے مقالے انہوں نے دو تین سالوں کے اندر لکھ دیے تھے اتنے مقالے مجلس رضا کے جملہ اراکین سولہ سالوں میں بھی نہیں لکھ پائے۔ سنہ ۱۹۶۹ء سے سنہ ۱۹۷۲ء تک لگا تار چار سالوں تک لکھنے کے بعد جب دیکھا کہ ایک مقالے کے سوا شائع کچھ نہ ہو سکا۔ شاید لکھنے کی یہی لگن تھی جس نے انہیں سنہ ۱۹۷۲ء میں مجلس رضا لاہور سے نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔

سنہ ۱۹۷۲ء میں آپ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور کے قریب ہو گئے، ان دنوں لاہور جیسے عظیم شہر میں اہل سنت و جماعت کے پانچ چھ مکتبے تھے۔ جو ناشر کم اور کتاب فروش زیادہ تھے۔ اگر وہ کلک اختر کے بانکپن کو محسوس کر لیتے تو جہاں اہل سنت کا یہ مایہ ناز قلم کار آج عالم گیر شہرت اختیار کر جاتا وہیں اہل سنت و جماعت کے تصنیفی واشاعتی سرمایے میں ایک گراں قدر اضافہ بھی ہوتا۔ علامہ شاہ جہاں پوری کو جب احساس ہو گیا کہ سنی ناشرین کو اس بات کا قطعاً احساس نہیں ہے کہ وہ اپنے قلم کاروں کو منظر عام پر لائیں تو آپ نے اپنی تصانیف کو منظر عام پر لانے کی کوشش کرنے کے

بجائے اہل سنت و جماعت کے دیگر مصنفین کی شائع ہونے والی کتابوں پر دیباچے لکھنے شروع کر دیے۔ جتنی باتیں آپ ایک ضخیم کتاب کی شکل میں منظر عام پر لانا چاہتے تھے، انہیں دیباچے میں سمو دیتے تھے جو بروقت شائع ہو جاتا تھا۔ اور اس طرح بہت سی کتابوں پر دیباچے لکھتے ہی چلے گئے۔

آپ نے سب سے پہلے مولانا محمد سعید احمد نقش بندی رحمہ اللہ (سابق خطیب مسجد داتا دربار لاہور) کی کتاب "مسلک امام ربانی" پر دیباچہ لکھا۔ کتاب کے ساتھ جب یہ معلوماتی دیباچہ شائع ہوا تو اہل علم نے تو تعریف کی ہی ایسے لوگ بھی اس دیباچے کی سراہنا کرنے لگے جو تعریف کرنے میں انتہائی بخل سے کام لیتے تھے۔

سنہ ۱۹۶ء سے سنہ ۱۹۸۱ء کے درمیان آپ نے تقریباً دو درجن تحقیقی کتابیں لکھیں اور تقریباً ایک درجن کتابوں کے ترجمے کر دیے۔ مگر ان ۱۳ سالوں کے درمیان آپ کی صرف چار کتابیں شائع ہو کر منظر عام پر آسکیں۔ یعنی ایک مقالہ ایک تصنیف اور دو ترجمے، جن کی تفصیل درج ذیل ہیں:

- اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام

(شائع کردہ مرکزی مجلس رضا لاہور سنہ ۱۹۷۱ء)

- ترجمہ جواہر البحار جلد اول

(شائع کردہ مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور سنہ ۱۹۷۵ء)

● تجلیات امام ربانی

(شائع کردہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور سنہ ۱۹۷۸ء)

● ترجمہ کتاب الشفاء جلد اول

(شائع کردہ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور سنہ ۱۹۷۹ء)

سنہ ۱۹۶۹-۷۰ء میں جب کہ مجلس رضا لاہور کے حالات بہت خراب تھے، مجلس رضا کے اراکین نے ارادہ کیا کہ ہم "انوار رضا" کے نام سے ایک تحقیقی مجموعہ منظر عام پر لائیں گے، جس میں ایسے مضامین ہوں کہ ان سے امام احمد رضا محدث بریلوی کے حالات و کمالات کے مختلف پہلو اجاگر ہو جائیں۔ اس کے لیے ان لوگوں نے پاک و ہند کے مختلف علمائے کرام سے بذریعۂ خطوط معلوماتی مضامین طلب کیے، لیکن ان حضرات نے مایوسی کے سوا اراکین مجلس رضا کو کچھ نہ دیا۔ لیکن مبارک باد کے لائق ہیں علامہ شاہ جہاں پوری جنہوں نے مجلس رضا کے اراکین کے خواب کو مسمار نہ ہونے دیا۔ اور امام احمد رضا کے تعلق سے آٹھ مقالے لکھنے کا بوجھ اپنے سر اٹھا لیا۔ یہ آٹھ مقالے آپ نے قلیل مدت میں سنہ ۱۹۷۰ء میں مکمل کر دیے۔

معارف رضا:

سنہ ۱۹۷۲ء میں علامہ شاہ جہاں پوری نے امام احمد رضا محدث بریلوی کے تجدیدی کارناموں کے موضوع پر چار جلدوں پر مشتمل "معارف رضا" کے نام سے

ایک کتاب لکھی جس کی ہر جلد کم و بیش ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ سنہ ۱۹۷۵ء میں ترجمان اہل سنت کراچی نے چاروں جلدوں کا علاحدہ علاحدہ تفصیلی تعارف شائع کیا، علاوہ ازیں مختلف کتب میں بھی "معارف رضا" کا تذکرہ کیا گیا۔ مکتبۂ حامدیہ والے مولانا انوار الاسلام صاحب نے سنہ ۱۹۷۴ء میں معارف رضا جلد اول کی کتابت کروالی تھی، سنہ ۱۹۷۵ء میں جلد اول تصحیح سے آراستہ ہو کر پریس کی جانب جارہی تھی کہ بعض وجوہات کی وجہ سے شائع نہ ہو سکی۔

سنہ ۱۹۷۴ء میں "المیزان" ممبئی کا "امام احمد رضا نمبر" شائع ہوا۔ اس کے اندر ان کتابوں کی فہرست بھی پیش کی گئی جو امام احمد رضا محدث بریلوی پر لکھی گئی تھیں۔ جس میں علامہ شاہ جہاں پوری کی لکھی ہوئی تصنیف "معارف رضا" کو نظر انداز کردیا گیا۔ علامہ شاہ جہاں پوری نے "امام احمد رضا نمبر" کا مطالعہ کرنے کے بعد "المیزان" والوں کے نام ایک خط لکھا۔ آپ نے اپنے مکتوب میں اس بات کا ذکر یوں کیا:

"دوسری بات جس پر میں حیران ہو کر رہ گیا یہ ہے کہ اس مبارک مجموعے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ پر لکھے ہوئے چند صفحات کی کتابوں کا ذکر بھی ہوا اور وہ کتابیں بھی فہرست میں شامل نظر آئیں جن کا ایک لفظ ابھی لکھا ہی نہیں گیا۔ لیکن اس لمبی چوڑی فہرست میں اگر کسی کتاب کا نام نظر نہیں آیا تو وہ چار ہزار صفحات پر مشتمل ننھی منی سی کتاب معارف رضا ہے۔ جن حضرات نے ان کتابوں اور پمفلٹوں کو اس

فہرست میں شامل کروایا خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ انہوں نے "معارف رضا" کا ذکر نہ کرنے میں سُنّیوں کی کیا بہتری سمجھی؟"

تصنیفات و تالیفات:

آپ کے تصنیفات و تالیفات کی تعداد تقریبا ۷۰ ہے۔ آپ کی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب میں سے تقریبا ۴۵ کتب کے نام درج ذیل ہیں:

● مظہر البیان فی علوم القرآن، ● قرآنی عقائد و نظریات، ● قرآن مجید کا ضابطہ عبادات، ● قرآن مجید کا ضابطہ معاملات، ● قرآن مجید کا ضابطہ اخلاقیات، ● قرآن مجید کا ضابطہ تکفیر، ● حقانیت اسلام، ● ثانی اثنین ابوبکر (یار گار رسول کا تفصیلی تذکرہ)، ● فاروق اعظم، ● تجلیات مظہر اللہ، ● اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام، ● تجلیات امام ربانی، ● اعلیٰ حضرت کی تاریخ گوئی، ● مہر درخشاں (مجدد الف ثانی کا تفصیلی تذکرہ)، ● عظیم الشان (امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نقش بندی کا تفصیلی تذکرہ)، ● کھلا خط، ● مودودیت کا تحقیقی جائزہ، ● تقویۃ الایمان کا تحقیقی جائزہ، ● صحابۂ کرام مودودی صاحب کی نظر میں، ● دوسرا زلزلہ، ● مظہر شریعت (فقہی مسائل کا جدید ترین مجموعہ)، ● مسلمانوں کی اصلی جماعت، ● دو قومی نظریہ کیا ہے؟، ● مجددی عقائد و نظریات، ● صحابۂ کرام حضرت مجدد الف ثانی کی نظر میں، ● معجزات کا توحید و شرک سے تعلق، ● بشریت انبیائے کرام، ● دلی سے بالاکوٹ تک، ● عرفان رضا،

● ایک طائرانہ نظر، ● تجلیات احادیث، ● امام زمانہ، ● امام احمد رضا کا معتدل مسلک، ● امام احمد رضا خاں اور مسئلہ بدعت، ● چودھویں صدی کا مجدد، ● چودھویں صدی کا فقیہ اعظم، ● بلبل باغ رسول، ● پروانہ شمع رسالت یا پیکر عشق رسول، ● فردوس احمد رضا، ● ابر بخشش، ● دیوبندیوں کے خوابوں کی دنیا، ● دیوبندیوں کا ریڈیو گپستان، ● علمائے دیوبند کی باہمی جوتم پیزار، ● روافض کی اسلام اور مسلمانوں پر مہربانیاں، ● موجودہ عیسائی اور بائیبل، ● برطانوی مظالم کی کہانی عبد الحکیم خاں اختر شاہجہان پوری کی زبانی۔

تراجم:

آپ نے تقریباڈیڑھ درجن کتب کا اردو میں ترجمہ کیا۔جن کی فہرست درج ذیل ہے:

● ترجمہ جواہر البحار، ● ترجمہ الشفاء، ● ترجمہ بخاری شریف، ● ترجمہ وتحشیہ مؤطا امام مالک، ● ترجمہ سنن ابن ماجہ، ● ترجمہ وتحشیہ سنن ابوداؤد، ● ترجمہ مشکوۃ المصابیح، ● ترجمہ الاصول الاربعہ، ● ترجمہ وتحشیہ شفاء السقام، ● ترجمہ رسالہ تہلیلیہ، ● ترجمہ اثبات النبوۃ، ● ترجمہ مبدا و معاد، ● ترجمہ معارف لدنیہ، ● کوائف مذہب شیعہ، ● شرح رباعیات، ● مکاشفات عینیہ، ● فتوح الغیب۔

وصال:

۲۸ جمادی الآخر سنہ ۱۴۱۴ھ/ ۱۴ نومبر سنہ ۱۹۹۳ء کو طویل علالت کے بعد آپ کا وصال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے، آمین۔

ماخذ و مراجع:

۱۔ اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام/ص:۲۲۔۱۸۱

۲۔ مقالات شارح بخاری/ج:۱/ص:۲۹۔۳۰

۳۔ برطانوی مظالم کی کہانی عبد الحکیم خاں اختر شاہ جہانپوری کی زبانی/ص:۱۱

۴۔ تذکار اختر شاہجہانپوری/ص:۲۱

دبستان رام پور کی تفسیری خدمات

مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی رام پوری علیہ الرحمہ بانی مدرسہ ارشاد العلوم رام پور (۱۲۴۸ھ-۱۳۱۱ھ) بلند پایہ مفسر، محدث، فقیہ، مدرس، مصنف اور اکابرین اہل سنت سے تھے۔ انتصار الحق، فتاویٰ ارشادیہ اور ارشاد الصرف آپ کی تصانیف ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ کی پانچ کتب پر، مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمہ اللہ کی کتاب "جامع الشواہد" پر، مولانا عبد السمیع سہارن پوری رحمہ اللہ کی کتاب "انوار ساطعہ" پر اور مولانا عبد الغفار لکھنوی رحمہ اللہ کی کتاب "ابطال اغلاط قاسمیہ" پر آپ نے تقاریظ بھی رقم فرمائیں۔ مفتی ارشاد ہر جمعہ کو بعد نماز جمعہ عصر کے قریب تک اپنی مسجد میں قرآن کریم کی تفسیر بہ قدر ایک رکوع، اسرار و نکات کے ساتھ بیان فرماتے تھے، اس طرح ۳۰ سال میں دو مرتبہ قرآن کریم کی تفسیر اول تا آخر ختم ہوئی۔ (مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری / ص: ۳۲-۱۱) مفتی ارشاد کی تصانیف میں مستقل کوئی تفسیر موجود نہیں، البتہ ان کے متعدّد تلامذہ نے تفسیری خدمات انجام دیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- تفسیر میزان الادیان: اس کے مصنف سید دیدار علی شاہ محدث الوری رحمہ اللہ (بانی دار العلوم حزب الاحناف لاہور) ہیں۔ یہ تفسیر تقابل ادیان پر بڑی مبسوط بحث

پر مشتمل ہے۔ جو کہ مقدمہ اور تفسیر سورۂ فاتحہ ہے۔ یہ تفسیر دو جلدوں میں مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور سے شائع ہوئی۔ (برصغیر کے سنی مفسرین کی تفسیری خدمات/ص:2)

● تفسیر قرآن: بہ قول مصنف تذکرہ علمائے اہل سنت مولانا محمود احمد قادری رحمہ اللہ (سابق مدرس مدرسہ احسن المدارس کان پور) مولانا سلامت اللہ اعظمی ثم رام پوری رحمہ اللہ (سابق مدرس مدرسہ ارشاد العلوم رام پور) نے قرآن کریم کی اردو تفسیر لکھی، جو مولانا عاشق الرحمن رحمہ اللہ (سابق صدر مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد) کے پاس ہے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت/ص:۹۷)

● تفسیر سورۂ یوسف: مولانا علی عباس خاں رام پوری رحمہ اللہ نے سورۂ یوسف کی غیر منقوط عربی تفسیر لکھی۔ (مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری/ص:۳۰)

● زلالین: یہ جلالین کا مشہور و معروف حاشیہ ہے۔ جسے مولانا ریاست علی شاہ جہاں پوری نقشبندی رحمہ اللہ نے لکھا۔ دیابنہ اس میں کچھ حواشی کا اضافہ کر کے مولانا ریاست علی اور "زلالین" کا نام حذف کر کے اسے "جلالین کلاں" کے نام سے شائع کرتے ہیں۔ (حاشیہ جلالین کلاں کس کا ہے؟-مضمون) جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے اشاعتی ادارہ مجلس برکات سے جو جلالین شائع ہوئی ہے، اس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے کہ "مع الحواشی الجلیلۃ النافعۃ لبعض تلامیذ المفتی ارشاد حسین المجددی الرامفوری"۔ یہ "زلالین" ہی کا جدید ایڈیشن لگتا ہے۔

خانوادۂ رضویہ کی فقہی خدمات

خانوادۂ رضویہ کی فقہی خدمات کا دائرہ تقریبا دو سال پر مشتمل ہے۔ امام احمد رضا خاں قادری محدث بریلوی رحمہ اللہ کے دادا مفتی رضا علی خاں بریلوی نقشبندی علیہ الرحمہ نے بریلی شریف میں ایشیا کا اولین اردو دار الافتاء تقریبا ۱۲۴۴ھ میں قائم کیا، اور خود ہی لگ بھگ ۳۶ سال تک فتویٰ نویسی فرمائی۔ وہ مفتی و فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ممتاز قائدین جنگ آزادی میں سے تھے۔ انگریز مؤرخ ملی سن لکھتا ہے:

"برطانوی حکام جب تمام ہند پر قبضہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے، تو اس وقت فضل حق خیر آبادی، احمد اللہ شاہ مدراسی، امام بخش صہبائی اور رضا علی بریلوی (علیہم الرحمہ) جیسے مولوی تسلط کے خلاف اپنی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔

مفتی رضا علی کے پوتے امام احمد رضا نے ۵۵ برس، پڑپوتے علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے ۷۵ سال اور امام احمد رضا کے پڑپوتے مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ نے ۵۰ سال تک فتویٰ نویسی فرمائی۔ علاوہ ازیں امام احمد رضا کے والد مفتی نقی علی خاں بریلوی (صاحب تفسیر سورہ الم نشرح-۲ جلدیں)، چھوٹے بھائی مفتی محمد رضا خاں بریلوی (ماہر مسائل وراثت) اور بڑے صاحب زادے مولانا حامد رضا خاں بریلوی علیہم الرحمہ (صاحب فتاویٰ حجۃ الاسلام) وغیرہ نے بھی فتویٰ نویسی

فرمائی۔

امام احمد رضا کی عمر جب ۴۸ سال تھی، آپ ایک کمیشن (۱۹۰۳ء) میں جج کو جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"میں آبا و اجداد سے علوم دین کا خادم ہوں۔ ۴۷ سال سے میرے یہاں سے فتویٰ جاری ہے۔ تمام ہندوستان اور کشمیر، برما سے مسائل کے سوالات آتے ہیں۔ ابھی ملک چین سے ۱۴ مسئلے دریافت کیے ہیں۔"

(پنج گنج ولایت/ص:۴۹-۶۰/از: مؤرخ اسلام علامہ ڈاکٹر عاصم اعظمی حفظہ اللہ)

المجمع الاسلامی مبارک پور میں اکابرین اہل سنت سے ملاقات

المجمع الاسلامی مبارک پور (اعظم گڑھ) فرزندان اشرفیہ کا قائم کردہ ایک مستند اور معتبر تصنیفی و اشاعتی ادارہ ہے۔ بہ قول شیخ طریقت مولانا عبد المبین نعمانی مصباحی حفظہ اللہ (مہتمم دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ، مئو) اس کی بنیاد 1996ء کے آس پاس رکھی گئی۔ جب کہ اس کی ابتدا اشرفیہ میں تقریباً 1975ء ہی میں ہو چکی تھی۔ ایک بنارسی عالم (مولانا عبدالمبین نعمانی حفظہ اللہ) اور تین مئوی علما (علامہ محمد احمد مصباحی بھیروی حفظہ اللہ شیخ الادب و ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ، مولانا یٰسین اختر مصباحی ادروی حفظہ اللہ بانی دار القلم دہلی، مولانا بدر القادری مصباحی گھوسوی رحمہ اللہ [سہ ماہی نداء اسلام ہالینڈ]) نے مل کر اسے قائم کیا۔

اپنے ادری کے دو مصباحی فضلا کے ساتھ پہلی بار المجمع الاسلامی پہنچا۔ المجمع الاسلامی اشرفیہ سے کچھ سو میٹر دور مشرق جانب واقع ہے۔ سلام کرنے کے بعد میں مصباحی صاحب (صدر العلماء علامہ محمد احمد مصباحی) کے قدموں میں جا کر بیٹھ گیا، اور وہ سب ادباً کھڑے رہے۔ میں نے مصباحی صاحب سے عرض کیا کہ میں نے آپ کی کئی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ مجھے کیا پتا تھا کہ مصباحی صاحب پلٹ کر پوچھ لیں گے، کون کون سی کتب؟ موصوف نے یہی سوال کر دیا۔ ان کی پڑھی ہوئی کتب (شرک کیا

ہے، رسم قرآنی وغیرہ) کے نام ذہن سے اتر گئے، اللہ کا شکر ہے کہ زندگی میں پہلی بار ان کا جو مضمون پڑھا تھا، وہی زبان پر آگیا۔ میں نے کہا کہ بحرالعلوم علامہ عبدالعلی فرنگی محلی رحمہ اللہ کے تعلق سے آپ نے جو مضمون لکھا تھا، وہ بھی پڑھا ہے۔ جس میں آپ نے لکھا ہے کہ اشرفیہ فرنگی محلی، ولی اللٰہی، خیرآبادی اور بریلوی سلاسل تعلیم کا سنگم ہے۔ میں نے یہ بھی بتایا کہ وہ مضمون بڑی مشکل سے پڑھ پایا تھا، کیوں کہ اس دور میں میری اردو بہت کمزور تھی۔ مصباحی صاحب مسکرانے لگے۔

میں نے غور کیا کہ مصباحی صاحب کی دونوں آنکھیں ایک ساتھ ٹھیک سے کام نہیں کر رہی ہیں۔ تو پوچھ لیا کہ حضرت! آپ کی نظر کمزور ہو گئی ہے؟ مصباحی صاحب نے فرمایا: ہاں۔ کچھ دیر تک خاموشی رہی، پھر میں نے سوال کر دیا کہ آپ پیری مریدی کیوں نہیں کرتے؟ اگر آپ پیری مریدی کریں گے تو سارے مصباحی آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو جائیں گے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ کوئی مرید ہونے کے لیے آیا ہی نہیں۔ چوں کہ میں نے فیس بک پر کچھ مہینے قبل چند مصباحیوں کی تحریروں اور تبصروں میں یہ پڑھ رکھا تھا کہ وہ لوگ مصباحی صاحب کے پاس بیعت ہونے کے لیے گئے تو انہوں نے یہ کہتے ہوئے دروازہ بند کر دیا کہ میں پیری مریدی نہیں کرتا۔ میں نے یہی روداد انہیں سنا دی۔ مصباحی صاحب نے سوال کیا کہ ان کے نام؟ میں نے کہا کہ نام یاد نہیں۔

کچھ دیر بعد میں نے عرض کیا کہ جد الممتار علیٰ حاشیہ رد المحتار کو آپ ہی نے مرتب کیا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں۔ پھر سوال کیا کہ آپ نے بر صغیر کے علماے اہل سنت کی حیات و خدمات سے متعلق عربی زبان میں پانچ جلدوں میں جو کتاب لکھی ہے، وہ کب تک شائع ہو جائے گی؟ آپ نے فرمایا کہ وہ پانچ جلدوں میں نہیں ہے۔ کیوں کہ ابھی وہ جلدوں میں تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ سوال کے دوسرے حصے کا جواب یاد نہیں ہے۔

پھر آپ نے مجھ سے کچھ سوالات کیے، جن کے جوابات یوں دیے۔ میرا نام سلیم انصاری ہے۔ میں صبح میں مبارک پور آیا ہوں۔ آج پہلی بار اشرفیہ کی امام احمد رضا لائبریری عرس حافظ ملت کے موقع پر کھلی ملی، جس میں پہلی بار جانے کا موقع ملا۔ (وہاں لائبریری کے لائبریرین مولانا اختر حسین فیضی حفظہ اللہ سے ملاقات ہوئی، اور مختصر بات چیت بھی۔ لائبریری سے نکلتے وقت مفتی توفیق احسن برکاتی حفظہ اللہ استاذ جامعہ اشرفیہ مل گئے۔ انھوں نے کہا کہ سب اُدھر ہیں صرف تمھیں لائبریری میں ہو۔ مصباحی صاحب نے فرمایا کہ کبھی عام دنوں میں اشرفیہ آؤ، لائبریری کھلی ملے گی۔) میں گریجویشن کر رہا ہوں۔ ابّو پاور لوم چلاتے ہیں۔ میں مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادروی رحمہ اللہ (بانی جامعہ ضیاء العلوم ادری، مئو) کے گھرانے سے ہوں، وہ ہمارے خاندانی دادا ہیں۔ مصباحی صاحب نے مزہ لیتے ہوئے پوچھا کہ یہ مفتی مجیب الاسلام صاحب کہاں کے رہنے والے تھے؟ چوں کہ مصباحی صاحب اور مفتی نسیم اعظمی؛ حافظ ملت

علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی رحمہ اللہ (بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور) کے خاص تلامذہ میں سے ہیں اور ایک ہی ضلع (مئو) کے بھی، اس لیے میں سمجھ گیا کہ موصوف مذاق کر رہے ہیں۔ اس لیے میں نے بھی دبے لہجے میں کہہ دیا: چاند پر، پھر اونچی آواز میں کہا ادری کے۔ مصباحی صاحب مسکرانے لگے، مولانا انصار مصباحی ادروی نے میری طرف اشارہ کیا۔ میں دوبارہ ہاتھ ملا کر پیچھے آگیا۔ چوں کہ مصباحی صاحب کم گو ہیں۔ یہ میرے لیے اعزاز کی بات ہے کہ آپ نے مجھ سے 10-15 منٹ گفتگو فرمائی۔

مصباحی صاحب کے کمرے میں سے نکلنے کے بعد شیخ طریقت مولانا عبد المبین نعمانی حفظہ اللہ (مہتمم دار العلوم قادریہ چریاکوٹ) کے کمرے میں چلا گیا۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں سے ہو؟ میں نے کہا ادری سے۔ پھر انہوں نے خود اپنے دار العلوم کے سابق استاذ، مولانا ظفر الاسلام مصباحی ادروی حفظہ اللہ (سابق استاذ جامعہ مرکز الثقافۃ السنیہ کالی کٹ) کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ نعمانی صاحب سے مختلف موضوعات پر بات ہوئی۔ المجمع الاسلامی کے بارے میں بہت ساری جان کاری حاصل ہوئی۔ آپ نے ممبئی میں رہ کر کنز الایمان کی تصحیح کا جو کام کیا، اس کا بھی علم ہوا۔ آپ نے دعوت اسلامی کی جانب سے دعوت اسلامی ہند کو ملنے والے جدید اختیارات کے بارے میں بھی بتایا۔ اور یہ خوش خبری بھی سنائی کہ ہند میں بھی نابینا اور گونگے افراد کے لیے دعوت

اسلامی ہند جامعات المدینہ قائم کر چکی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ ویسے نعمانی صاحب نے دعوت اسلامی کو مختلف علاقوں میں متعارف کرانے اور وہاں اس کا کام شروع کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

عصر بعد شارح موطا علامہ شمس الہدیٰ مصباحی حفظہ اللہ (شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم ہالینڈ) سے ملاقات ہوئی۔ وہ بھی نعمانی صاحب کے ساتھ انہیں کے کمرے میں چلے گئے۔ وہ دونوں حضرات آپس میں گفتگو کرنے لگے اور میں اس کمرے میں موجود کتابوں پر نظر دوڑانے لگا۔ پھر قریب آکر بیٹھ گیا۔ علامہ صاحب سے ڈر لگ رہا تھا۔ پھر بھی ہمت کر کے بات شروع کی۔ علامہ صاحب نے پوچھا کہ کہاں سے ہو؟ میں نے کہا ادری سے۔ علامہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا کہ "لا ادری"۔ اتنے میں ایک طالب علم آیا اور علامہ صاحب سے پوچھا کہ چائے میں کتنی شکر رہے گی؟ علامہ صاحب نے کہا: "بغیر شکّر کے شُکر"۔ یہ دونوں جواب سن کر ہنسی آگئی۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ اشرفیہ کے پاس بھی آن لائن دار الافتاء ہونا چاہیے۔ دونوں شیوخ نے اس کی تائید فرمائی۔ علامہ صاحب نے اس کے تعلق سے ایک مفید مشورہ دیا (یعنی متعدّد افراد اشرفیہ کے انتظامیہ کو آن لائن دار الافتاء قائم کرنے کے لیے خطوط لکھیں)، جس پر انہوں نے خود عمل کر کے اشرفیہ کے انتظامیہ سے کئی تعمیری کام کرا لیے۔ علامہ صاحب سے بہت دیر تک بات کرنے کا موقع ملا۔ بلکہ بات کا یہ سلسلہ

المجمع الاسلامی کے باہر جاکر ختم ہوا۔ وہ مشرق کی طرف چلے گئے اور میں مغرب یعنی اشرفیہ کی طرف۔

دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف پر ایک نظر

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ (متوفیٰ سنہ ۱۹۲۱ء) نے سنہ ۱۹۰۴ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف (اتر پردیش) قائم کیا، جو ہندوستان کا ایک مرکزی اور مشہور و معروف ادارہ ہے۔ اس کی ابتدا دو بہاری طلبا سے ہوئی۔ جن میں سے ایک طالب علم مولانا سید ظفرالدین محدث بہاری رحمہ اللہ آگے چل کر امام احمد رضا کے قابل فخر شاگرد و خلیفہ، جلیل القدر عالم، مدرس، فقیہ، محدث، مصنف اور ماہر علم توقیت بنے، نیز صحیح البہاری جیسا عظیم مجموعۂ احادیث مرتب کیا۔ منظر اسلام ہندوستان کے مشہور علمی سلاسل مثلاً فرنگی محلی، ولی اللّٰہی اور خیرآبادی کا سنگم ہے اور ساتھ ہی ساتھ خود میں ایک مکمل دبستان بھی۔ منظر اسلام "ام المدارس" کی حیثیت رکھتا ہے، یہاں کے متعدّد فارغین نے بے شمار تعلیمی ادارے قائم کیے۔ خصوصا برصغیر کے سنی حضرات کے قائم کردہ دنیا بھر میں ہزاروں مدارس و جامعات کا سلسلۂ تعلیم بلا واسطہ یا بالواسطہ منظر اسلام سے جا ملتا ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی، مفتی امجد علی اعظمی، مولانا سردار احمد قادری چشتی اور مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی علیہم الرحمہ وغیرہ جیسے اکابرین اہل سنت نے منظر اسلام کی مسند دار الحدیث کو رونق بخشی۔ جب کہ مولانا عاقل رضوی حفظہ اللہ (مصنف امداد القاری شرح صحیح البخاری) موجودہ شیخ الحدیث

ہیں۔ منظر اسلام کے ان چند ممتاز فارغین کے نام درج ذیل ہیں، جنہوں نے منظر اسلام کے فیضان کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

- مولانا سید ظفر الدین محدث بہاری (مصنف صحیح البہاری)
- علامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (مصنف فتاویٰ مفتی اعظم ہند)
- مولانا حشمت علی خان لکھنوی (مصنف الصوارم الہندیہ)
- مولانا حشمت علی رضوی بریلوی (مصنف تفسیر رضوی)
- مفتی برہان الحق جبل پوری (اول نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ)
- علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی (بانی جامعہ اشرفیہ مبارک پور)
- مولانا غلام جیلانی محدث میرٹھی (مصنف بشیر القاری شرح صحیح البخاری)
- مولانا سردار احمد قادری چشتی گورداس پوری (بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد)
- محدث ثناء اللہ امجدی اعظمی مئوی (بانی جامعہ حنفیہ اہل سنت بحر العلوم مئو ناتھ بھنجن)
- علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی نقشبندی (مصنف سیرت مصطفیٰ)
- علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی ازہری (سابق شیخ الحدیث دار العلوم امجدیہ کراچی)
- مولانا ابراہیم رضا خان بریلوی (سابق مہتمم دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف)

● پروفیسر شمس الرحمن "حضرت شمس بریلوی" (مصنف سرور کونین کی فصاحت)

● مولانا محمد محسن فقیہ شافعی (سابق ناظم جمعیت علماے پاکستان)

● مولانا تحسین رضا خان محدث بریلوی (سابق شیخ الحدیث جامعہ نوریہ بریلی شریف)

● قاضی شمس الدین جون پوری (مصنف قانون شریعت)

● مفتی اعجاز ولی خان بریلوی (صاحب تنویر القرآن علیٰ حاشیہ کنزالایمان)

● مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی ادروی (بانی جامعہ ضیاء العلوم ادری، مئو)

● مفتی غلام جان قادری (سابق صدر مدرس و مفتی جامعہ نعمانیہ لاہور)

● مولانا غلام یزدانی اعظمی (سابق شیخ الحدیث جامعہ مظہر اسلام بریلی شریف)

● مفتی غلام مجتبیٰ اشرفی (مصنف منظر آیات الباری مافی صحیح البخاری)

● مفتی اختر رضا خان ازہری محدث بریلوی علیہم الرحمہ (بانی جامعۃ الرضا بریلی شریف)

● باحیات منظری فضلا میں صرف مفتی حنیف خان رضوی بریلوی حفظہ اللہ (بانی امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف) کا نام اور کام ہی کافی ہے۔

نوٹ: چوں کہ دارالعلوم منظر اسلام بڑی دیر میں قائم ہوا، اس لیے امام احمد رضا کے بہت سے جلیل القدر تلامذہ مثلاً مولانا حامد رضا خان بریلوی (مصنف فتاویٰ حامدیہ)، مفتی امجد علی اعظمی (مصنف بہار شریعت)، سید محمد محدث کچھوچھوی

(مصنف معارف القرآن مع تفسیر اشرفی)، مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی (مدفون جنت البقیع)، مولانا شہاب الدین احمد کویا شالیاتی شافعی (بانی دار الافتاء الازہریۃ کیرالا) اور مولانا ابو البرکات قادری علیہم الرحمہ (سابق شیخ الحدیث دار العلوم حزب الاحناف لاہور) وغیرہ کا شمار منظر اسلام کے فضلا میں نہیں ہوتا۔ ویسے اس سال ۲۰۲۲ء میں منظر اسلام میں ۱۶۸ فارغین (تخصص فی الفقہ ۱۷، فضیلت ۹۴، قراءت ۴۸، حفظ ۰۹) کی دستار بندی ہوئی۔

محدث سورتی کی عاجزی وانکساری

مولانا وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ (متوفیٰ: ۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء) کی ولادت سنہ ۱۲۵۲ھ/سنہ ۱۸۳۶ء میں راندیر ضلع سورت (گجرات) میں ہوئی۔ آپ نے مفتی لطف اللہ علی گڑھی اور علامہ احمد علی محدث سہارن پوری علیہما الرحمہ وغیرہ سے تعلیم حاصل کی، مولانا شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ سے بیعت ہوئے اور تکمیل ریاضت کے بعد خلافت سے سرفراز ہوئے۔ محدث سورتی امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے خاص رفقا میں سے تھے۔ آپ نے مدرستہ الحدیث پیلی بھیت (اترپردیش، ہند) قائم کیا، جس کی بنیاد محدث بریلوی نے رکھی، اور وہیں تقریباً ۴۰ سال تک درس حدیث دیتے رہے اور علما و فقہا، مفسرین و محدثین کی ایک بڑی جماعت (مفتی امجد علی اعظمی، سید محمد محدث کچھوچھوی، سید ظفرالدین محدث بہاری، مولانا ضیاء الدین مہاجر مدنی، مولانا عبدالحق محدث پیلی بھیتی، پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری، مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی، مولانا عبدالعزیز محدث بجنوری، مولانا مشتاق احمد کان پوری، مولانا نثار احمد کان پوری، مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی اور مفتی عبدالقادر لاہوری علیہم الرحمہ وغیرہ) پیدا کی۔ اور حاشیہ مدارک التنزیل، حاشیہ جلالین، حاشیہ بیضاوی، حاشیہ شروح اربعہ ترمذی، حاشیہ سنن نسائی، حاشیہ موطأ امام محمد، حاشیہ شرح معانی الآثار،

حاشیہ مشکاۃ المصابیح، حاشیہ شافیہ، حاشیہ ملا حسن، حاشیہ مبیذی شرح ہدایت الحکمۃ، حاشیہ مقامات حریری، حاشیہ شفا ملا علی قاری، افادات حصن حصین، التعلیق المجلی لمافی منیۃ المصلی، جامع الشواہد جیسی مایہ ناز کتابیں تصنیف فرمائیں۔ اتنے بلند علمی مرتبہ کے باوجود آپ عاجزی و انکساری کے پیکر تھے اور خود کو دین کا طالب علم تصور کرتے۔ چناں چہ آپ کے پاس ایک تھیلا تھا۔ جب کوئی شخص آپ سے تھیلے کے بارے میں بتانے کا اصرار کرتا تو فرماتے:

"یہ وہ تھیلا ہے جو میری والدہ نے سلا تھا اور جس میں پہلی مرتبہ یہ سپارہ لے کر پڑھنے گیا تھا، یہ تھیلا جہاں میری والدہ کی نشانی ہے، وہیں اس کی موجودگی مجھے یہ احساس دلاتی ہے کہ میں بنیادی طور پر "طالب علم" ہوں، جس دن یہ احساس میرے دل سے معدوم ہو گیا؛ اس دن میرے علم اور جہالت میں کوئی حد فاصل نہیں رہے گی۔(تذکرہ محدث سورتی/ص:189)

امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکہ مکرمہ: تبصرہ

مصنف نے اپنی اس مختصر مگر جامع کتاب میں سلطنت عثمانیہ کے دور میں مکہ معظمہ کے تعلیمی حالات، مشائخ مکہ مکرمہ علیہم الرحمہ کے افکار و نظریات، امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ کے مسجد حرم مکہ، مدرسہ صولتیہ مکہ، مدرسہ فلاح مکہ وغیرہ کے علما سے تعلقات، سلطنت عثمانیہ اور ہاشمیہ کے خاتمے اور ۱۹۲۴ء میں آل سعود کے قبضے کے بعد حرم شریف، مکہ معظمہ، حجاز مقدس، خطۂ عرب وغیرہ میں وہابی تحریک کے اثرات، مسجد الحرام میں حکومت کی طرف سے درس و تدریس کے لیے مقرر علمائے مذاہب اربعہ (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اور ان کے درجات، مسجد الحرام میں چاروں فقہی مذاہب کے ائمہ و خطبا، مفتیان کرام اور عہد آل سعود میں ان عہدوں کے خاتمے اور مسجد حرم میں اپنے ہم خیال امام کی تعیناتی کے واقعات وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔

اس کتاب میں امام احمد رضا کے ان خلفا کا بھی ضمناً مختصر تذکرہ ہو گیا ہے جو مسجد الحرام میں امام اور مدرس (● شیخ صالح کمال مکی حنفی، ● شیخ عبد اللہ ابو الخیر مراد مکی حنفی، ● شیخ سید عبد اللہ دحلان مکی شافعی، ● علامہ سید محمد مرزوقی ابو الحسین مکی حنفی علیہم الرحمہ) اور استاذ (● شیخ احمد حضراوی منصوری مکی شافعی، ● شیخ احمد ناضرین مکی شافعی،

● شیخ اسد دھان مکی حنفی، ● شیخ حسن بن عبد الرحمن عجیمی مکی حنفی، ● شیخ عبد الرحمن دھان مکی حنفی، ● شیخ عمر بن حمدان محرسی تیونسی مکی مدنی مالکی، ● شیخ محمد علی مکی مالکی علیہم الرحمہ) تھے۔

ہماری اردو کتابیں:

بہار تحریر (14 حصے)	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
اللہ تعالیٰ کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
اذان بلال اور سورج کا نکلنا	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
عشق مجازی (منتخب مضامین کا مجموعہ)	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو!	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
شب معراج غوث پاک	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
شب معراج نعلین عرش پر	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
مقرر کیسا ہو؟	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
غیر صحابہ میں ترضی	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
اختلاف اختلاف اختلاف	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
سیکس نالج (اسلام میں صحبت کے آداب)	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری
آئیے نماز سیکھیں (پہلا حصہ)	از قلم عبد مصطفیٰ محمد صابر قادری

قیامت کے دن کس کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
محرم میں نکاح	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
روایتوں کی تحقیق (تین حصے)	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
بریک اپ کے بعد کیا کریں؟	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ایک نکاح ایسا بھی	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
کافر سے سود	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
میں خان تو انصاری	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
جرمانہ	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
لاالہ الااللہ، چشتی رسول اللہ؟	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سفرنامہ بلاد خمسہ	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
منصور حلاج	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
فرضی قبریں	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سنی کون؟ وہابی کون؟	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
ہندستان دار الحرب یا دار الاسلام؟	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
رَضا یا رِضا	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
786/92	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
فتنہ گوہر شاہی	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری
سلاسل میں بنٹے ہوئے سنی کب ایک ہوں گے؟	ازقلم عبد مصطفی محمد صابر قادری

کلام عبید رضا	پیشکش عبد مصطفی آفیشل
تحریرات لقمان	از قلم علامہ قاری لقمان شاہد
بنت حوا (ایک سنجیدہ تحریر)	از قلم کنیز اختر
عورت کا جنازہ	از قلم جناب غزل صاحبہ
تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام	از قلم عرفان برکاتی
اصلاح معاشرہ (منتخب احادیث کی روشنی میں)	از قلم عرفان برکاتی
مسائل شریعت (جلد 1)	از قلم سید محمد سکندر وارثی
اے گروہ علما کہ دو میں نہیں جانتا	از قلم مولانا حسن نوری گونڈوی
مقام صحابہ امام احمد بن حنبل کی نظر میں	از قلم علامہ وقار رضا القادری المدنی
مفتی اعظم ہند اپنے فضل و کمال کے آئینے میں	از قلم محمد ثقلین ترابی نوری
سفرنامہ عرب	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
من سب نبیا فاقتلوہ کی تحقیق	از قلم زبیر جمالوی
ڈاکٹر طاہر القادری کی 1700 تصانیف کی حقیقت	از قلم مفتی خالد ایوب مصباحی شیرانی
علم نور ہے	از قلم محمد شعیب جلالی عطاری
یہ بھی ضروری ہے	از قلم محمد حاشر عطاری
مومن ہو نہیں سکتا	از قلم فہیم جیلانی مصباحی
جہان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
ماہ صفر کی تحقیق	از قلم مولانا محمد نیاز عطاری

فضائل و مناقب امام حسین	از قلم ڈاکٹر فیض احمد چشتی
شان صدیق اکبر بزبان محبوب اکبر	از قلم امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ
تحریرات بلال	از قلم مولانا محمد بلال ناصر
معارف اعلی حضرت	از قلم مولانا سید بلال رضا عطاری مدنی
نگارشات ہاشمی	از قلم مولانا محمد بلال احمد شاہ ہاشمی
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الاول 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
امیر معاویہ پہلی تین صدیوں کے اسلاف کی نظر میں	از قلم مبشر تنویر نقشبندی
زر خانۂ اشرف	از قلم محمد منیر احمد اشرفی
حضرت خضر علیہ السلام۔ایک تحقیقی جائزہ	از قلم محمود اشرف عطاری مرادآبادی
ایمان افروز تحاریر	از قلم محمد ساجد مدنی
انبیا کا ذکر عبادت۔ایک حدیث کی تحقیق	از قلم اسعد عطاری مدنی
رشحات ابن حجر	از قلم فرحان خان قادری (ابن حجر)
تجلیات احسن (جلد1)	از قلم محمد فہیم جیلانی احسن مصباحی
درس ادب	از قلم غلام معین الدین قادری
تحریرات شعیب (الحنفی البریلوی)	از قلم محمد شعیب عطاری جلالی
حق پرستی اور نفس پرستی	از قلم علامہ طارق انور مصباحی
خوان حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
صحابہ یا طلَقاء؟	از قلم مبشر تنویر نقشبندی

روشن تحریریں	از قلم ابو حاتم محمد عظیم
تحریرات ندیم	از قلم ابن جاوید ابو ادب محمد ندیم عطاری
امتحان میں کامیابی	از قلم ابن شعبان چشتی
اہمیتِ مطالعہ	از قلم دانیال سہیل عطاری
دعوت انصاف	از قلم علامہ ارشد القادری رحمہ اللہ
حسام الحرمین کی صداقت کے صد سالہ اثرات	از قلم محمد ساجد رضا قادری کٹیہاری
تحریرات ابن جمیل	از قلم ابن جمیل محمد خلیل
ماہنامہ التحقیقات (ربیع الآخر 1444ھ)	پیشکش دار التحقیقات انٹرنیشنل
مسئلۂ استمداد	از قلم حمد مبشر تنویر نقشبندی
حضرت امیر معاویہ اور مجدد الف ثانی	از قلم محمد مبشر تنویر نقشبندی
میرے قلم دان سے	از قلم احمد رضا مغل
عوامی باتیں (حصہ 1)	از قلم فیصل بن منظور
تحقیقات اویسیہ (جلد 1)	از قلم علامہ اویس رضوی عطاری
امیر المجاہدین کے آثار علمیہ	از قلم محمد آصف اقبال مدنی عطاری
رافضیوں کا رد	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
چھوتی بیماریاں	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
فتاوی کرامات غوثیہ	از قلم امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ
غامدیت پر مکالمہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبی مدنی

خودکشی	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
مقالاتِ بدر (جلد 1)	از قلم علامہ بدر القادری رحمہ اللہ
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الاولی 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹر نیشنل
سردی کا موسم اور ہم	از قلم خالد تسنیم المدنی
رد ناصر رامپوری	از قلم میثم عباس قادری رضوی
چشمۂ حکمت	از قلم محمد سلیم رضوی
کتابوں کے عاشق	از قلم محمد ساجد مدنی
عبد السلام نامی علما و مشائخ	از قلم (مفتی) غلام سبحانی نازؔش مدنی
التعقبات بنام فرقۂ باطلہ کا تعاقب	از قلم شعیب عطاری جلالی
تحریر کی ضرورت و اہمیت	از قلم عمران رضا عطاری مدنی
دشمن صدیق و عمر	از قلم امام جلال الدین سیوطی
عرفان بخشش شرح حدائق بخشش	از قلم اعظمی مصباحی، ذیشان رضا امجدی
وسائل بخشش کا فکری و فنی جائزہ	از قلم شاعر عمران اشفاق
موسیقی فقہائے کرام کی عدالت میں	از قلم محمد بلال ناصر
ماہنامہ التحقیقات (جمادی الآخرہ 1444ھ)	پیشکش دار التّحقیقات انٹر نیشنل
مختصر مگر مفید	از قلم فیصل بن منظور
اللہ و رسول کے لیے لفظ عشق کا استعمال	از قلم جلال الدین احمد امجدی رضوی
شرح فقہ اکبر (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی

تلخیص نور المبین (سوالاً جواباً)	از قلم ابن شعبان چشتی
دینی تعلیم	از قلم علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
سیرت صدیق اکبر	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
فتاوی خادمیہ (جلد 1)	از قلم سید مفتی خادم حسین شاہ
ذکر اویس قرنی	از قلم ملا علی قاری حنفی
اذان سحر	از قلم خلیل احمد فیضانی
قرآن کریم اور گلہ بانی	از قلم ابو الفواد توحید احمد طرابلسی
سیرت مدار اعظم	از قلم علامہ مفتی فیض احمد اویسی
ایک گناہ سترہ گواہ	از قلم خالد تسنیم المدنی
بدعت اور ائمہ	از قلم حسان رضا راعینی
ایمان کی باتیں	از قلم محمد شاہ رخ قادری
بوقت رخصتی عمر عائشہ	از قلم ابو عمر غلام مجتبیٰ مدنی
مسائل صراط الجنان (حصہ 1)	از قلم خالد تسنیم المدنی
اصطلاحات فقہ (باعتبار حروف تہجی)	از قلم: محمد ندیم عطاری مدنی
مقالات ادروی	از قلم محمد سلیم انصاری ادروی

AMO

SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION

enikah

niiii

BOOKS r

PS graphics

DONATE

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.
amo.news/blog

Sabiya Virtual Publication
This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **amo.news/books**

E Nikah Matrimonial Service
E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.
www.enikah.in

E Nikah Again Service
E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books
Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **amo.news**
For futher inquiry: info@abdemustafa.com

SCAN HERE

PhonePe G Pay Paytm
9102520764

BANK DETAILS

Account Details :
Airtel Payments Bank
Account No.: 9102520764
(Sabir Ansari)
IFSC Code : AIRP0000001

or open this link | amo.news/donate

مقالات اردوی

Abde Mustafa Official is a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at working since 2014 on the Aim to propagate Quraan and Sunnah through electronic and print media. We're working in various departments.

Blogging : We have a collection of Islamic articles on various topics. You can read hundreds of articles in multiple languages on our blog.

blog.abdemustafa.com

Sabiya Virtual Publication

This is our core department. We are publishing Islamic books in multiple languages. Have a look on our library **books.abdemustafa.com**

E Nikah Matrimonial Service

E Nikah Service is a Matrimonial Platform for Ahle Sunnat Wa Jama'at. If you're searching for a Sunni life partner then E Nikah is a right platform for you.**www.enikah.in**

E Nikah Again Service

E Nikah Again Service is a movement to promote more than one marriage means a man can marry four women at once, By E Nikah Again Service, we want to promote this culture in our Muslim society.

Roman Books

Roman Books is our department for publishing Islamic literature in Roman Urdu Script which is very common on Social Media.

read more about us on **www.abdemustafa.com**

For futher inquiry: info@abdemustafa.com

AMO
ABDE MUSTAFA OFFICIAL
SABIYA
VIRTUAL PUBLICATION
ISBN (N/A)